هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد۶ جمعۃ المبارک ۱۲؍فروری ۱۹۹۹ء شمارہ۷
۲۴؍شوال ۱۴۱۹ہجری ☆ ۱۲؍تبلیغ ۱۳۷۸ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہر طبقہ کے انسانوں کو مناسب حال دعوت کرنے کا طریق سیکھے

"ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہر طبقہ کے انسانوں کو مناسب حال دعوت کرنے کا طریق سیکھے۔ بعض کو باتوں کا ایسا ڈھنگ ہوتا ہے کہ جو کچھ کہنا ہوتا ہے وہ کہہ لیتے ہیں اور اس سے ناراضی بھی پیدا نہیں ہوتی۔ بعض ظاہر میں خبیث معلوم ہوتے ہیں جن سے ناامیدی ہوتی ہے مگر وہ قبول کر لیتے ہیں اور بعض غریب طبع دکھائی دیتے ہیں اور ان پر بہت کچھ امید پیدا ہوتی ہے مگر وہ قبول نہیں کرتے اس لئے قولِ مُوَجِّہ کی ضرورت ہے جس سے آخر کار فتح ہوتی ہے۔

دہلی میں سخت مخالفت ہوئی۔ آخر میں نے کہا کہ تیرہ سو برس وہ نسخہ (حیات مسیح) آزمایا۔ اس کا نتیجہ دیکھا کہ کئی مرتد ہو گئے۔ اب یہ نسخہ (وفات مسیح) آزما کر دیکھو۔ دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ ایک شخص بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا اور کہا حق وہی ہے جو آپ فرماتے ہیں۔ غرض قولِ موجہ بڑی نعمت ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎ ایہو ہکی کیمیا جو کوئی جانے بول۔

ہر ایک کو بات کرنی نہیں آتی۔ پس چاہئے کہ جب کلام کرے تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ پس چھوٹا سا چٹکلہ کسی وقت چھوڑ دیا جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔ غرض آہستہ آہستہ پیغام حق پہنچاتا رہے اور تھکے نہیں کیونکہ آج کل خدا کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق کو لوگ دیوانگی سمجھتے ہیں۔ اگر صحابہؓ اس زمانہ میں ہوتے تو لوگ انہیں سودائی کہتے اور وہ انہیں کافر کہتے۔ دن رات بیہودہ باتوں اور طرح طرح کی غفلتوں اور دنیاوی فکروں سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ بات کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔ ایک شخص علیگڑھی غالباً تحصیلدار تھا۔ میں نے اسے کچھ نصیحت کی۔ وہ مجھ سے ٹھٹھا کرنے لگا۔ میں نے دل میں کہا میں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے کا۔ آخر باتیں کرتے کرتے اس پر وہ وقت آ گیا کہ وہ یا تو مجھ پر تمسخر کر رہا تھا یا چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ بعض وقت سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے شقی ہے۔

یاد رکھو ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے۔ بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے۔ جس طرح دواؤں کی نسبت میں نے ابھی کہا ہے کہ کوئی کسی کے لئے مفید اور کوئی کسی کے لئے مفید ہے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔ بیان کرنے والے کو چاہئے کہ کسی کے برا کہنے کو برا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہیں۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہوتے ہیں۔ بہت باتیں سن بھی نہیں سکتے۔ انہیں کسی موقع پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنا چاہئے۔

(ملفوظات جلد پنجم ، طبع جدید۔ صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۳؍جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی کلاس منعقد اور نشر ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ رمضان المبارک اور عید کے بعد یہ بچوں کی پہلی کلاس ہے اس لئے سب سے پہلے سب کو عید مبارک ہو۔ اسکے بعد تلاوت قرآن مجید کی گئی۔ بعدہ لڑکیوں اور لڑکوں نے ایک ٹرکش نغمہ پیش کیا۔ بچوں کے درمیان Spagati کھانے کا مقابلہ دکھایا گیا۔ اس کے بعد بوسنین نظم لڑکیوں کے ایک گروپ نے پیش کی۔ ان مختلف زبانوں میں نظموں کا مرکزی مضمون لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰه تھا۔ پھر لطیفوں اور پہیلیوں کا پروگرام ہوا جس سے سب محظوظ ہوئے۔

اتوار، ۲۴؍جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی بولنے والے احباب کی اس ملاقات کی روئیداد دوبارہ نشر کی گئی جو ۱۸؍جون ۱۹۹۵ء کو پہلی بار براڈکاسٹ کی گئی تھی۔

سوموار، ۲۵؍جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۹۹ جو ۲۳؍مارچ ۱۹۹۴ء کو براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ دکھائی گئی۔

منگل، ۲۶؍جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۹۶ منعقد ہوئی۔ رمضان المبارک کے بعد یہ پہلی کلاس تھی اور اس کا آغاز سورۃ المدّثر کی آیت نمبر ۱ سے ہوا۔ حضور انور نے فرمایا قُمْ فَاَنْذِرْ کا ترجمہ اٹھ کھڑا ہو میں جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ اور وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ کے معنے ہیں کہ اپنے ساتھیوں کا خیال کر۔ پس انہیں پاک کر اور ناپاکی سے کلیۃً الگ ہو جا اور زیادہ لینے کی خاطر احسان نہ کیا کر۔

آیت نمبر ۲۷ سے آگے سقر یعنی جہنم کی تفصیلات کے سلسلے میں اس پر ۱۹ داروغوں کے تقرر کا ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عدد ۱۹ پر بہت لوگوں نے غلط تعبیرات پیش کی ہیں اور بہائیوں نے بھی غلط استنباط کیا ہے اور آیت نمبر ۳۲ میں وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ اِلاَّ هُوَ میں ۱۹ نگرانوں کے مقابل پر یہ بات کھولی جا رہی ہے کہ صرف ۱۹ پر حصر نہیں ہے بلکہ اپنے لشکروں کی تعداد وہی جانتا ہے۔

آیت نمبر ۸ تا ۱۰ میں سورج اور چاند کے گرہن کا ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب یہ آسمانی نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر

"مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو......"

آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس سنت کو جماعت میں زندہ کرنے کی کوشش کریں

یتامیٰ، بیوگان اور مساکین کی کفالت و نگہداشت اور ان کی اعلیٰ رہائش و تعلیم و تربیت سے متعلق آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کی روشنی میں جماعت کو نہایت اہم تاکیدی نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۹؍جنوری ۱۹۹۹ء)

لندن (۲۹؍جنوری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۵ "ولا تقربوا مال اليتيم الابالتي هي احسن..........الخ" کی تلاوت کی اور پھر اس آیت کریمہ کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ یہاں عہد سے مراد عہد امانت ہے جو آنحضرت ﷺ کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے ساری امت پر ڈالا ہے۔ اس میں اللہ کا عہد بھی اور بندوں کی امانتوں کے حق ادا کرنا بھی شامل ہے۔ اس مضمون کی ایک اور آیت جس کا یتامی، بیوگان اور مساکین وغیرہ سے تعلق ہے وہ سورہ النساء کی آیت نمبر ۲ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس سال رمضان میں سورۃ النساء کے درس کے دوران یتامی، بیوگان و مساکین وغیرہ سے متعلق احکامات کی بابت تفصیلی ذکر ہو چکا ہے۔ لیکن آج خصوصیت سے یتامی، بیوگان اور بے سہارا عورتوں سے متعلق خصوصی نصیحت کی غرض سے ان آیات کا انتخاب کیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دنیا میں یتامی اور بیوگان کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں جنہیں جماعت کی بنا پر ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ کچھ شہداء ہیں، ان کی بیوگان اور یتیم بچوں کے لئے خدا کے فضل سے جماعت پوری طرح نگران ہے اور ان کی کفالت کرتی ہے اور حسب توفیق اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ

میرے پیش نظر دنیا کے وہ مظلوم ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں۔ ان میں سے اول طور پر مسلمان ہیں اور پھر دوسرے سب جن کا کوئی بھی مذہب ہو کیونکہ غربت اور بیچارگی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔

حضور ایدہ اللہ نے یتیم کی کفالت کی فضیلت واہمیت کے ضمن میں احادیث نبویہ بھی پیش فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہونگے اور آپ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو اکٹھا کیا اس طرح کہ کچھ فاصلہ تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس حدیث نبوی کے معانی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ کفالت یتیم میں کوئی بھی شخص آنحضرت ﷺ کے مرتبہ کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ یہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے کافلِ یتیم کو اپنے قریب ظاہر فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جا رہی ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے جماعت احمدیہ کو جو تیامیٰ کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے اس کا اختصار سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے لئے رہائش کا بھی اور تعلیم کا بھی بہت اعلیٰ درجہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قادیان میں ایک رواج تھا کہ کسی یتیم کو لے کر اچھی تربیت کرنا، اسے اپنے گھروں میں پالنا یہ بہت اچھی روایت تھی۔ جماعتی انتظامات کے تحت خواہ کیسا ہی اچھا انتظام کیوں نہ ہو لیکن براہ راست گھر میں یتیم کو پالنا بالکل اور بات ہے۔ اس وقت روزمرہ آزمائش بھی ہوتی ہے، صبح سے شام تک ذمہ داریوں کا بہت مصروف وقت ہوتا ہے ان میں ہر لحہ یا ہر قدم پر ایک آزمائش ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس سنت کو جماعت میں زندہ کرنے کی کوشش کریں کہ گھروں میں یتیم کو رکھیں اور اس کی اعلیٰ تربیت کریں۔ حضور نے فرمایا لیکن جب یتیم بالغ ہو جائے تو اس بنا پر کہ گھر میں بچوں کی طرح پلا ہے آپ محرم وغیر محرم کے رشتے کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

آنحضرت ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کرے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اس کے کہ وہ کوئی ناقابل معافی گناہ کرے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں گھر میں یتیم کو پالنے کا ذکر نہیں۔ بعض دفعہ آدمی مہربان ہوتا ہے مگر بیوی نہیں۔ اگر وہ کھانے میں اپنی موجودگی میں یتیم کو شامل کرے تو بیوی کو بدخلقی کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

ایک حدیث میں تھا کہ ایک صحابیہ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ کیا اپنے خاوند اور زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرنا صدقہ شمار ہوگا۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے دوہرا ثواب ہوگا، ایک قرابت کا حق ادا کرنے کا اور دوسرے صدقہ کا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جس گھر میں یتیم پلتے ہیں اس میں عورت کا بڑا دخل ہے اور ناممکن ہے کہ عورت نیکی دل نہ ہو اور اس گھر میں یتیم اچھی طرح پلتے ہوں۔ جب تک بیوی نیک دل نہ ہو اس وقت تک یتیموں کے لئے جنت نما گھر نہیں بن سکتا۔ حضور ایدہ اللہ نے مذکورہ حدیث کے حوالہ سے فرمایا کہ بعض صورتوں میں عورتیں بھی خاوند کو پالتی ہیں۔ وہ خاوند جو عورتوں کی کمائی کھانے کے عادی ہوں وہ سمجھیں گے شاید ان کے لئے اس حدیث میں جواز ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس کا بالکل کوئی جواز نہیں۔ خاوند کا بیوی کے مال پر کوئی حق نہیں۔ حدیث سے واضح ہے کہ وہ ایسے خرچ کرتی ہے گویا صدقہ ہے۔ غیروں کے صدقہ کی بجائے ایسے لوگ بیوی کے صدقے پر پلتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ ایسی عورت کو دوہری جزا ملے گی، ایک صدقہ کی اور دوسرے رشتہ داری کو نبھانے کی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ بیوگان کی عزت کے نہ صرف یہ کہ خود محافظ تھے بلکہ دوسروں سے بھی ان کی عزت کی حفاظت کرواتے تھے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! میں دو ناتوانوں یعنی یتیم اور عورتوں کے حقوق کو دبانے کے خلاف اعلان کرتا ہوں...... حضور ایدہ اللہ نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے مال کو بچانے کا ذریعہ بناتے ہوئے یتیم کے مال کی تجارت نہیں کرنی۔ ایک اور حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوگان اور مساکین کی خدمت میں لگا رہنے والا شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یا اس کی طرح جو قائم اللّیل اور صائم النّہار ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان کی خدمت میں لگا رہتا ہے اس سے اگر ان دوسری نیکیوں میں اس وجہ سے کچھ کمی رہ جائے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میں ان دوسری نیکیوں میں پیچھے رہ گیا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس وقت بہت سے خدمت کے ایسے میدان خالی پڑے ہیں جہاں تیامیٰ اور بیوگان کی خدمت کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں حضور نے مثال کے طور پر سیرالیون کا ذکر فرمایا اور انگلستان کے احمدی ڈاکٹروں کی خدمات اور دیگر صدقات وزکوٰۃ سے بھاری رقم خرچ کرنے کا ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ میں آپ سب جماعتوں کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ یتیم اور بیوگان کی ایک عام شکایت دنیا میں ہو گئی ہے۔ بہت کثرت سے لوگ ظلموں کا شکار ہوتے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ مسلمان ہیں سردست اگر مسلمانوں کی ذمہ داری ادا کرنے کی جماعت کوشش کرے تو اگرچہ یہ بہت بڑا کام ہے مگر میں امید رکھتا ہوں کہ خدا ہماری توفیق بڑھاتا چلا جائے گا۔

خدا کی محبت حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کرو

(حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمه الله علیه)

حسن چمک اور آب اسی سے ☆ میری آنکھ کا زیور پانی
صبح کو مطلع صاف ہوا ہے ☆ کھل کر برسا شب بھر پانی
پیاس ہو سچی تو آتا ہے ☆ پیاسے تک خود چل کر پانی
آنکھ سے ٹپکے قطرہ قطرہ ☆ کر دیتا ہے پتھر پانی
صدیوں سے اک ساتھ ہیں دونوں ☆ پیاسا شہر سمندر پانی
پھل اور پھول لگا دے مولا ☆ میں دیتی ہوں بھر بھر پانی
راحتِ جسم و جان و دل ہے ☆ باعثِ رحمت اکثر پانی
نوحؑ کی قوم کا سوچو لوگو ☆ کیا آیا تھا بن کر پانی
اپنے کئے پر جب بھی نظر ہو ☆ ہو جاتی ہوں کٹ کر پانی

(امتہ الباری ناصر)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۴ر فروری ۱۹۹۹ء بروز جمعرات قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم عبدالرزاق صاحب بٹ آف لندن ابن مکرم عبدالحی صاحب بٹ کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحوم کو مسجد فضل لندن میں ٹیلی فون اور ترسیل ڈاک ڈیپارٹمنٹ میں رضاکارانہ خدمت کی سعادت حاصل تھی۔

اس کے ساتھ ہی حضور انور ایدہ اللہ نے مکرمہ امتہ الرشید شوکت صاحبہ اہلیہ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم (سابق مفتی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ) کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ آپ ۳۱ر جنوری ۱۹۹۹ء کو بعمر ۷۷ سال کیلگری کینیڈا میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی والدہ سارہ بیگم صاحبہؓ صحابیہ تھیں اور والد محترم میاں جمال الدین صاحبؓ بھی صحابی تھے۔ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ سے خصوصی للّٰہی تعلق تھا۔ طویل عرصہ تک رسالہ ”مصباح“ کی ایڈیٹر رہیں اور ربوہ اور کینیڈا میں بہت سے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کی سعادت پائی۔ خلافت احمدیت کی فدائی تھیں۔

آپ مکرم ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب آف ورجینیا (امریکہ) کی والدہ تھیں اور ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب (امریکہ) اور منصور احمد شاہ صاحب (لندن) کی خوش دامنہ تھیں۔ بفضل خدا ساری اولاد جماعت سے اخلاص کا پختہ تعلق رکھتی ہے۔

☆......☆......☆

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

بقیہ: تحریک جدید - الٰہی تحریک از صفحہ ۹

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں جماعت احمدیہ ایک متقیوں کی جماعت ہے ورنہ اس کی قربانی کے اس قدر روشن اور مقبول نتائج کبھی نہ نکلتے۔

تحریک جدید کے مندرجہ بالا شیریں ثمرات اور برکات اس بات کے متقاضی ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ کے حضور سجداتِ شکر بجالائے بلکہ دل و جان سے پہلے سے بڑھ چڑھ کر اس الٰہی تحریک میں پورے جوش و جذبہ کے ساتھ حصہ لے اور اپنے گھر کے کسی فرد کا خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس سے محروم رہنا ہرگز گوارا نہ کرے۔

جماعت احمدیہ اسلام کی نشأة ثانیہ ہے اسلئے اس نشأة ثانیہ کے لئے مالی قربانی کرنا ہر مومن کا اولین فرض ہے تاکہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس مقبول دعا سے حصہ لے سکے جس میں حضور نے فرمایا کہ ؎

خدایا صد کرم کن ہر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

یعنی اے خدا تو ہر اس شخص پر اپنا کرم فرما جو دین کا مددگار ہے اور کبھی کوئی مصیبت اگر ظاہر ہو تو اسکی بلا کو دور کر دے۔

یاد رکھیں کہ اس تحریک میں حصہ لینا ایک عظیم الشان شرف اور سعادت ہے اور خدمت دین کا ثواب کمانے کا بے نظیر موقعہ ہے اور اس سے محروم رہنا بڑی ہی بدقسمتی ہے کیونکہ اس کام نے تو بہر حال ہونا ہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود فرمایا ؎

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

یعنی اے بھائی یہ تو تجھے مفت میں مدد کا اجر دیا جا رہا ہے ورنہ یہ آسمان کی قضا ہے اور اس نے بہر حال پورا ہو کر رہنا ہے۔

پس ہر احمدی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس تحریک کے لئے اپنا چندہ لکھانے میں ہرگز کسی بخل سے کام نہیں لے گا بلکہ فاستبقوا الخیرات کی روح پر عمل کرتے ہوئے دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

گوتم بدھ کو حاصل ہونے والا گیان

(مسعود احمد دہلوی)

(دوسری قسط)

طویل مجاہدے اور ریاضت کے دوران گوتم بدھ کو جو گیان حاصل ہوا اس کے بارہ میں بدھ مت والوں کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ انہیں چار بنیادی صداقتوں کا علم حاصل ہوا اور ان میں سے چوتھی صداقت کے ذیل میں عمل و کردار کے ایک ہشت پہلو راستہ کا ان پر انکشاف ہوا۔ بدھ کے ماننے والوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ یہ دونوں باتیں (چار بنیادی صداقتیں اور عمل و کردار کا ہشت پہلو راستہ) ایسی ہیں جو پہلے کسی پر منکشف نہ ہوئی تھیں۔

بودھوں کے بقول چار بنیادی صداقتوں میں سے پہلی بنیادی صداقت یہ ہے کہ سنسار میں ہر طرف دکھ ہی دکھ پھیلا ہوا ہے۔ دوسری بنیادی صداقت دکھ کی جڑ اور اس کے سبب پر مشتمل ہے۔ تیسری بنیادی صداقت انقطاعِ دکھ کے ذریعہ کی وضاحت پر مشتمل ہے۔ چوتھی صداقت کا تعلق ہشت پہلو راستہ سے ہے جس پر گامزن ہو کر انسان دکھ سے مکمل طور پر نجات حاصل کر سکتا ہے۔

خلاصہ ان چار بنیادی صداقتوں کا یہ ہے کہ دکھ خواہشات کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ خواہشات کو جتنا دبایا اور کچلا جائے گا انسان اتنا ہی دکھ کی بجائے سکھ سے ہمکنار ہوتا چلا جائے گا اور عمل و کردار کے ہشت پہلو راستہ پر پوری شرائط سے گامزن ہونے اور جملہ تقاضوں کو پورا کرنے سے اسے کامل نجات (جسے نروان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے) بالآخر نصیب ہو جائے گی۔ یہ ہشت پہلو راستہ مشتمل ہے آٹھ باتوں پر۔ (۱) صحیح فہم و ادراک۔ (۲) صحیح فکر و خیال (۳) صحیح گفتار (۴) صحیح عمل (۵) صحیح ذریعہ معاش (۶) صحیح جدوجہد (۷) صحیح چوکسی اور بیداری (۸) صحیح توجہ اور دھیان۔

اس زمانہ کے مروجہ بدھ مت میں ان چار بنیادی صداقتوں اور عمل و کردار کے اس ہشت پہلو راستہ کی اہمیت اور اس کی انقلاب انگیز تاثیرات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس بارہ میں سیلون (سری لنکا) کی بدھسٹ پبلی کیشن سوسائٹی چھوٹی بڑی کتابیں شائع کرتی رہتی ہے اور برطانیہ کی بدھسٹ پالی ٹیکسٹ بک سوسائٹی نے بھی اس موضوع پر کچھ کم کتابیں شائع نہیں کی ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو مذکورہ بالا چار بنیادی صداقتیں اور عمل و کردار کا ہشت پہلو راستہ اور اس کی دور از کار فلسفیانہ موشگافیاں بہت بعد کے زمانہ کی پیداوار ہیں جنہیں تری پٹک میں داخل کر کے گوتم بدھ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ ان کو حاصل ہونے والا گیان تو ان مسائل کے حل پر مشتمل ہونا چاہئے تھا جنہوں نے انہیں عرصہ دراز سے پریشان کر رکھا تھا اور وہ یہی تھے کہ دنیا میں ہر طرف پاپ پھیلا ہوا تھا اور لوگوں کے نزدیک زندگی کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اپنے عرصۂ حیات کو جس حد تک ممکن ہو عیش و عشرت میں گزارا جائے۔ گوتم بدھ کے نزدیک ان کی یہ حالت روحانی موت کے مترادف تھی۔ جو لوگ اس گناہ آلود زندگی سے متنفر تھے اور پاک زندگی بسر کرنا چاہتے تھے ان کی حیثیت آٹے میں نمک کے برابر تھی۔ ان سے اور تو کچھ نہ بن پڑتا وہ سنیاس لے کر تارک الدنیا بننے میں عافیت ڈھونڈنے کی کوشش کرتے۔ وہ عائلی زندگی سے منہ موڑ کر جنگلوں میں جا بسیرا کرتے اور نفس کشی میں اتنا آگے بڑھ جاتے کہ قوت لایموت سے زیادہ کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاتے۔

ان کے نزدیک آواگون یعنی ارذل سے ارذل حالت میں بار بار جنم لینے سے نجات کا یہی راستہ تھا کہ وہ سنیاس لے کر رہبانیت کی زندگی اختیار کر لیں۔ گوتم بدھ گناہوں کی بے انداز کثرت اور اس کی تباہ کاریوں سے سخت بددل اور دل برداشتہ تھے۔ وہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ ارد گرد کی تمام دنیا کے لئے گناہ آلود زندگی سے نجات کے متلاشی تھے۔ اگرچہ انہوں نے بھی سنیاس اختیار کیا لیکن زندگی اور اس کی ذمہ داریوں سے فرار اختیار کرنے کی خاطر نہیں بلکہ دوسروں کو گناہ آلود زندگی اور اس کی تباہ کاریوں سے بچانے کی خاطر اور سب کے واسطے راہِ نجات تلاش کرنے کی غرض سے انہوں نے اپنے آپ کو جانگسل مشقتوں میں ڈالا۔ "تری پٹک" کے بغور مطالعہ سے یہ امر منکشف ہوتا ہے کہ چھ سالہ ریاضت کے بعد انہیں جو گیان حاصل ہوا وہ خلاصۃً یہ تھا:

☆...... نجات نہ تارک الدنیا بننے میں ہے اور نہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے میں بلکہ نجات وابستہ ہے بین بین کی درمیانی راہ اختیار کرنے کے ساتھ۔

☆...... روحانی بیماریوں اور روحانی موت سے بچنے کے لئے اسی زندگی میں نجات کا حصول ضروری ہے اور وہ حاصل ہوگی گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے نیز نیکیاں بجا لانے اور پاک زندگی بسر کرنے سے۔

☆...... اس جہان میں بسر کی جانے والی زندگی پر حقیقی موت وارد ہونے کے بعد انسان کے از سر نو رحم مادر میں داخل ہو کر اور اس جہان میں بار بار جنم لے کر بار بار واپس لوٹ آنے کا سلسلہ یکسر باطل ہے۔ حقیقی موت وارد ہونے کے بعد کسی انسان کے اس جہان میں کسی بھی طور پر واپس لوٹ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ گناہ آلود زندگی کو موت سے اور گناہوں سے حقیقی نجات کو وہ موت پر فتح پانے سے تعبیر کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میرے آنے اور گیان حاصل کرنے کے بعد بار بار جنم لینے کا سلسلہ تباہی و بربادی سے دوچار ہو کر یکسر منقطع ہو گیا ہے۔

قبل اسکے کہ ہم "تری پٹک" میں مندرج گوتم بدھ کے مواعظ کے حوالہ سے ان کو حاصل ہونے والے مندرجہ بالا گیان کی وضاحت کریں یہ بتانا ضروری ہے کہ گوتم بدھ اس خیال سے کہ لوگ ان کو حاصل ہونے والے گیان پر کان نہیں دھریں گے اسے اپنے تک محدود رکھنا چاہتے تھے اور اس کے پرچار سے مجتنب رہنا چاہتے تھے۔ لیکن برہماشاماپتی نامی دیوتا یا اسلامی اصطلاح کی رو سے ایک فرشتہ ان کے سامنے ظاہر ہوا اور اس نے کہا کہ اے گوتم اٹھ اور اُس گیان کا پرچار کر جو تجھے عطا کیا گیا ہے۔ یہ خیال درست نہیں ہے کہ لوگ اس کی طرف دھیان نہیں دیں گے۔ نیک فطرت لوگ خواہ وہ تعداد میں کتنے ہی تھوڑے کیوں نہ ہوں وہ تیری باتوں پر ضرور کان دھریں گے، انہیں دل میں جگہ دیں گے، ان پر عمل پیرا ہوں گے اور پھر تیرے ساتھ مل کر وہ بھی نئے دھرم کا پرچار کریں گے اور لوگ جوق در جوق تیری جماعت میں شامل ہوتے چلے جائیں گے۔ گیان حاصل ہوتے ہی گوتم بدھ نے جسمانی طاقت بحال کرنے کے لئے کھانا پینا شروع کر دیا تھا۔ شاماپتی کے ذریعہ ملنے والے پیغام کے بعد وہ خود اختیار کردہ سنیاس سے باہر آئے اور بنارس پہنچ کر ان چار سادھوؤں کو تلاش کر کے جن کے ساتھ مل کر انہوں نے ابتداءً گیان دھیان کا سلسلہ شروع کیا تھا ان تک نئے دھرم کا پیغام پہنچایا۔ گوتم بدھ کے اس پہلے وعظ کو انہیں حاصل ہونے والے گیان کو سمجھنے کے لحاظ سے بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں انہوں نے اس معرفت کو جو انہیں حاصل ہوئی تھی بہت غیر مبہم الفاظ میں واضح فرمایا ہے۔ ان کا یہ وعظ تری پٹک کے "ونایا متن" میں "مہا وگا" کے زیر عنوان درج ہے۔ ان کے اس سب سے پہلے اپدیش کو بدھ مت میں "راستی کی مملکت اور اس کی بنیاد" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ نیز اسے "دھرم کے چکر کو حرکت میں لانے کا عمل" بھی کہا جاتا ہے۔

پہلا نکتۂ معرفت: گوتم بدھ نے حاصل ہونے والے گیان کے پہلے نکتہ معرفت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اس پہلے وعظ میں فرمایا:

"And the Blessed One thus addressed the five monks: "There are two extremes ,monks, which he who has given up the world, ought to avoid.

What are these two extremes? A life given to pleasures, devoted to pleasures and lusts; this is degrading, sensual, vulgar, ignoble, and profitless.

And a life given to mortifications; this is painful, ignoble, and profitless.

By avoiding these two extremes, monks, the Tathagata has gained the knowledge of the Middle Path which leads to insight, which leads to wisdom, which conduces to calm, to knowledge, to sambodhi (Supreme Enlightenment), to Nibbana."

"اے سادھوؤ اور سنیاسیو! دو انتہائیں ایسی ہیں جن سے ہر اُس شخص کو جو دنیا سے دستکش ہونا چاہتا ہے بچنا چاہئے۔

یہ دو انتہائیں کیا ہیں؟ ایسی زندگی جو عیش و عشرت اور سفلی خواہشات کی نذر کر دی جائے اپنے آپ کو اپنے مقام سے گرانے اور خود کو جذبات کے حوالہ کر دینے کے مترادف ہے۔ ایسی زندگی بد قماشی اور بدنہادی پر مبنی ہوتے ہوئے غیر شریفانہ اور بے فائدہ و بے مصرف زندگی ہے۔

اسی طرح ایسی زندگی بھی جس میں نفس کشی کو اس انتہا تک پہنچایا جائے کہ جسم پر مردنی کی سی کیفیت طاری ہو جائے اپنے آپ کو دکھوں اور تکلیفوں کی بھینٹ چڑھانے کی وجہ سے غیر فطری اور ناکارہ زندگی ہے۔

اے سنیاسیو! میں نے اپنے آپ کو ان دو انتہاؤں سے بچا کر "درمیانی راہ" کا علم حاصل کیا ہے۔ یہ درمیانی راہ بصیرت کا در کھول دیتی ہے۔ اس سے فہم و فراست کے دریچے وا ہوتے ہیں۔ جو شانتی، گیان اور بالآخر سمبودھی (یعنی کامل نجات) یا نروان سے ہمکنار کرنے کا موجب بنتے ہیں"۔

(حوالہ کے لئے دیکھیں ای۔ ایچ۔ بریوسٹر کی مذکورہ کتاب "دی لائف آف گوتما دی بدھا" کا صفحہ ۶۱)

گوتم بدھ کو حاصل ہونے والے گیان کا یہ وہ بنیادی اور مرکزی نکتہ معرفت تھا جسے بعد میں آنے والے ان کے پیروؤں نے فراموش کر دیا۔ اس بنیادی نکتہ معرفت کے ذریعہ انہیں یہ تعلیم عطا کی گئی تھی کہ نہ اس رنگ میں دنیا سے دستکش ہونا درست ہے کہ جس میں اپنے آپ کو گرہستی کی ذمہ داریوں سے آزاد کر کے دنیوی علائق سے یکسر بے تعلق کر لیا جائے اور نہ ہی یہ بات درست ہے کہ اپنے آپ کو عیش و عشرت میں غرق کر کے نیکی اور پارسائی کی راہ سے یکسر دور ڈال دیا جائے حتیٰ کہ انسان کو زندگی کا اعلیٰ مقصد بھولے سے بھی یاد نہ آئے۔ درمیانی راہ اختیار کرنے کی ہدایت کا مقصد صاف ظاہر ہے یہ تھا کہ صرف سفلی اور نفسانی خواہشات کو دبانا ضروری ہے نہ کہ جملہ خواہشات کو۔ سو گویا گرہستی کی ذمہ داریوں کو قبول کر کے جائز اور فطری خواہشات کو اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے پورا کرنا چاہئے۔ یعنی اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ وہ جائز فطری خواہشات اخلاقی حدود و قیود کی پابند ہیں اور کبھی بے لگام نہ ہونے پائیں۔ آشتی اور سلامتی کی آئینہ دار ایسی درمیانی راہ کی گرہستی سے فرار اور بے در و بے گھر ہونے کی حالت میں کھلے آسمان کے نیچے درختوں کے سائے تلے زندگی بسر کرنے اور قرب و جوار کی بستیوں والوں کو بھیک پر گزارہ کرنے کی کہاں گنجائش نکلتی ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو مروجہ بدھ مت اور تری پٹک کے چار سو سال بعد

مرتب ہونے والے بہت سے حصے گوتم بدھ کو حاصل ہونے والے گیان کے اس مرکزی نکتہ معرفت سے ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔

دوسرا نکتۂ معرفت : گوتم بدھ کو حاصل ہونے والے گیان کا دوسرا نکتۂ معرفت یہ تھا کہ انسان کے لئے دو انتہاؤں سے بچ کر درمیانی راہ اختیار کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ درمیانی راہ پر پوری استقامت سے قائم رہنے کے لئے قدم قدم پر بھٹکانے کی کوشش کرنے والے شیطان کا بڑی پامردی سے مقابلہ کرکے اسے شکست فاش دینا ضروری ہے۔ شیطان انسان کو مسلسل ورغلا کر گناہ آلود زندگی کی طرف دعوت دیتا رہتا ہے۔ غرض اس کی یہ ہوتی ہے کہ وہ اسے پھر گناہوں میں ملوث کرکے دوبارہ روحانی موت سے دوچار کردے اور اس طرح اسے قدم قدم پر ایک موت کے بعد دوسری موت سے دوچار کرتا چلا جائے۔ انسان معصیت کی طرف واپس لوٹنے سے اس وقت ہی محفوظ ہو سکتا ہے جب وہ شیطان اور روحانی موت پر مکمل فتح حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ جب وہ ان دونوں پر مکمل فتح حاصل کر لیتا ہے تو وہ اسی دنیا میں حقیقی نجات (جسے پالی میں نروان کہتے ہیں) حاصل کر لیتا ہے۔ جب تک انسان "نروان" حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو شیطان کے حملے کا اور روحانی موت کا خطرہ اس کے سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔ یہ نکتہ معرفت گوتم بدھ اور شیطان کے مابین اس مکالمہ سے بھی مستنبط ہوتا ہے جو گیان حاصل ہونے پر دونوں کے مابین اس وقت ہوا جب شیطان اپنا آخری حربہ آزمانے کی غرض سے ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔ ہم شیطان کے ساتھ گوتم بدھ کے اس مکالمہ کو تری پٹک سے مسٹر ای۔ ایچ۔ بریوسٹر کی مذکورہ انگریزی کتاب "دی لائف آف گوتما دی بدھا" سے یہاں درج کرتے ہیں :

And Mara the Wicked One went to the place where the Blessed One was; having approached him,he addressed the Blessed One in the following stanza:"Thou art bound by all fetters,human and divine. Thou art bound by strong fetters. Thou wilt not be delivered from me, recluse!"

Buddha replied: I am delivered from all fetters, human and divine. I am delivered from the strong fetters. Thou art struck down, O Death."

(Mara said): "The fetter which pervades the air, with which mind is bound, with that fetter I will bind thee. Thou wilt not be delivered from me, O recluse."

(Buddha replied): "Whatever forms,sounds, odours, tastes, or contacts there are which please the senses, in me desire for them has ceased. Thou art struck down, O Death."

Then Mara the Wicked One understood: "The Blessed One knows me, the Well-farer knows me." And, sad and afflicted, he vanished away."

"شیطان (Mara) گوتم بدھ کے سامنے ظاہر ہوا اور اس نے کہا تو مادی اور غیر مادی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ تجھے بہت مضبوط زنجیروں نے اپنے شکنجہ میں لے رکھا ہے۔ اے تارک الدنیا گوشہ نشین! تو مجھ سے کبھی چھٹکارا نہ پاسکے گا۔ گوتم بدھ نے اسے جواب دیا "میں تمام زنجیروں اور جکڑ بندیوں سے (خواہ وہ مادی ہوں یا غیر مادی) آزاد ہو چکا ہوں۔ مضبوط سے مضبوط زنجیروں سے بھی میں نے آزادی حاصل کر لی ہے"۔ پھر گوتم بدھ نے موت سے (ظاہر ہے انکی مراد اخلاقی اور روحانی موت سے تھی) مخاطب ہو کر کہا، "اے موت! تو میرے ہاتھوں چاروں شانے چت ہو کر شکست کھا چکی ہے"۔ شیطان نے ایک دفعہ پھر گوتم بدھ کو ڈرانے اور ورغلانے کی کوشش کی اور بولا "وہ زنجیریں جو ہوا میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں ان سے ذہن کو جکڑ بند کیا جاتا ہے۔ اے تارک الدنیا گوشہ نشین! میں ان زنجیروں سے تیری مشکیں کسوں گا اور تو مجھ سے کبھی چھٹکارا حاصل نہ کر سکے گا"۔ گوتم بدھ نے اسے جواب دیا "جو بھی شکلیں، آوازیں، خوشبوئیں، لذتیں اور رابطے ممکن ہو سکتے ہیں اور حواس خمسہ کو لبھا سکتے ہیں مجھ میں ان کی خواہش اور کشش مفقود ہو چکی ہے"۔ یہ کہنے کے بعد گوتم بدھ نے (شیطان کے ذریعہ مسلط ہونے والی) موت کو مخاطب کر کے کہا: "اے موت! یاد رکھ تو چاروں شانے چت ہو کر شکست فاش کھا چکی ہے"۔ تب بدی کا علمبردار شیطان (Mara) سمجھ گیا کہ مقدس بدھ مجھ سے خوب واقف ہے۔ انسانوں کا بہی خواہ مجھے اچھی طرح پہچانتا ہے۔ وہ بہت افسردہ اور غمگین ہو کر وہاں سے غائب ہو گیا"۔ (کتاب مذکورہ صفحہ ۷۵، ۷۶)

اس اقتباس سے یہ امر واضح ہے کہ گوتم بدھ نے حاصل ہونے والے گیان کے نتیجہ میں درمیانی راہ ہی اختیار نہیں کی تھی بلکہ شیطان اور اس کی طرف سے قدم قدم پر مسلط کی جانے والی روحانی موت پر مکمل فتح حاصل کر کے درمیانی راہ پر پوری استقامت سے تا دم آخر گامزن رہنے کا پختہ عزم بھی کیا تھا اور اپنے اس عزم کو پورا کر دکھانے میں وہ کامیاب رہے تھے۔ جبھی تو انہوں نے شیطان کے آخری بار ورغلانے پر بڑے عزم اور پر یقین لہجے میں یہ کہہ کر کہ میں گناہ کی ترغیب دلانے والی زنجیروں اور ان کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہو چکا ہوں اور اسی زندگی میں بار بار وارد ہونے والی روحانی موت کو میں ہمیشہ ہمیش کے لئے شکست فاش دے چکا ہوں شیطان کو یکسر مایوس کر دیا۔ سوانہیں حاصل ہونے والے گیان کا دوسرا نکتۂ معرفت یہ تھا کہ ہر انسان گناہوں سے اپنا دامن بچا کر اور خلوص نیت کے ساتھ نیکیاں بجالا کر اسی زندگی میں قدم قدم پر وارد ہونے والی روحانی موت سے مکمل طور پر نجات حاصل کر سکتا ہے۔ وہ خود اس موت سے آزاد ہو کر دوسروں کو بھی اس کے شکنجے میں جانے سے محفوظ کرنا چاہتے تھے۔

تیسرا نکتۂ معرفت : گوتم بدھ کو جو گیان حاصل ہوا اس میں یہ نکتۂ معرفت بھی شامل تھا کہ حقیقی موت وارد ہونے پر جس کے نتیجہ میں یہ مادی جسم تحلیل ہونے کے عمل سے گزرنے لگتا ہے اور بالآخر فنا ہو جاتا ہے انسانوں کے کسی اور شکل میں جنم لے کر اس دنیا میں دوبارہ واپس آنے اور بار بار نئی نئی شکلوں میں جنم لیتے چلے جانے کا عقیدہ باطل ہے۔ کوئی انسان بھی حقیقی موت وارد ہو جانے کے بعد کسی بھی شکل میں اس دنیا میں واپس نہیں آتا بلکہ اگلے جہان میں اپنے اعمال کے مطابق جزا یا سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ ریاضت کے دوران حقائق کے انکشاف کے بعد انہوں نے بنارس پہنچ کر جو پہلا وعظ فرمایا اس میں اس نکتۂ معرفت کا بھی بطور خاص ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا :

"With my mind thus composed, pure, translucent, straightforward, cleansed of dross,supple, ready for action, firm, incorruptable, I directed the mind to the knowledge of the decease and rebirth of beings. With pure deva-eye surpassing that of men, I saw beings decease and be reborn,common and noble, beautiful and ugly, happy and sorrowfull realized how these beings always reappeared according to their actions and I thought:" These good beings are certainly not right in actions, not right in words, not right in thoughts, they revile what they should honour, they esteem that which is dangerous, they do that which is dangerous; with the dissolution, of the body after death they go the baneful way to perdition, to hell. Those good beings, however, who are right in actions, right in words, right in thoughts, who revile not what they should honour, esteem that which is right, do that which is right; with the dissolution of the body after death, go the blissful way to the heavenly world."

یعنی۔ جب میں اپنے جذبات پر مکمل طور پر قابو پانے کی وجہ سے خالی الذہن ہو گیا اور میرا ذہن صاف و شفاف ہونے کی وجہ سے مستقیم الحال بن گیا اور ہر قسم کی میل کچیل سے پاک ہونے سے اس میں نرمی اور لچک پیدا ہو گئی اور وہ حقائق پر غور و فکر کے عمل کے لئے ہر طرح تیار ہو گیا اور ہر قسم کی بد عنوانی سے بریت نے اس میں ایک خاص نوع کا استحکام پیدا کر دیا تو میں نے اپنے ذہن کی فکری قوتوں کو انسانوں کے وفات پا کر اس جہان سے گزر جانے اور پھر دوبارہ جنم لے کر واپس لوٹنے کے مسئلہ پر مرتکز کر کے اس کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی تو میں نے انسانی آنکھ کی بصارت سے بلند ہو کر خالص آسمانی بصیرت کی راہ سے انسانوں کو وفات پانے کے بعد (اگلے جہان میں) دوبارہ جنم لیتے ہوئے دیکھا۔ وہ جنم لے رہے تھے عام اور عظیم انسانوں کے طور پر۔ وہ جنم لے رہے تھے خوبصورت اور بدصورت انسانوں کے طور پر، وہ جنم لے رہے تھے خوشی سے معمور حالت میں اور غم و اندوہ میں ڈوبی ہوئی حالت میں۔ مجھے اس سے یہ تفہیم ہوئی کہ انسان (اگلے جہان میں) اپنے اعمال سے مطابقت رکھنے والی حالت میں حاضر ہوتے ہیں۔ میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ جو انسان اپنے قول و فعل کے اعتبار سے صالح نہیں ہوتے اور جسے عزت و احترام کی نظر سے دیکھنا چاہئے اس کی اہانت کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو چیز تباہی کی طرف لے جانے والی ہے اسے توقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور تباہی کی طرف لے جانے والی باتوں پر عمل کرتے ہیں وہ موت کے بعد مادی جسم کے فنا ہونے کے ساتھ عذاب کے اذیت ناک راستہ پر پڑ کر دوزخ (Hell) میں جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے وہ نیک لوگ جو اپنے قول و عمل اور افکار و خیالات کے لحاظ سے صالح ہوتے ہیں اور جن چیزوں اور ہستیوں کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھنا چاہئے ان کی اہانت کے مرتکب نہیں ہوتے اور جو چیز راستبازی کی آئینہ دار ہو اس کو توقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور نیک اعمال بجالاتے ہیں وہ موت کے بعد انسانی جسم کے تحلیل کا شکار ہو کر فنا ہونے کے ساتھ آسمانی جنت (Heavenly World) کی طرف جانے والے مبارک و مسعود راستہ پر چل پڑتے ہیں.........۔

اس طرح علم اور بصیرت سے ہمکنار ہو کر میرا ذہن آزاد ہو گیا ہوس پرستی کی زندگی کی چاہت کے فریب میں گھلنے سے، وہ آزاد ہو گیا کسی نہ کسی وجود میں متشکل ہونے کی تمنا کے فریب میں گھلنے

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

Watch Huzur everyday on Intelsat
SUPER OFFER
Zee-TV Cards & Dec
>DM589.00<
This offer is for short time
Digital & Analog Dec.
Rec LCN & Dish are available
just call Saeed A.Khan
Authorised ZEE TV (Agent)
Tel: 00-49 -8257 1694
Fax: 00-49 -8257 928828
Helpline: 0049 171 343 5840
e-mail:S.Khan@t-online.de
Apna TV
SKY

خطبہ جمعہ

نماز، روزہ اور ذکر الٰہی کا حق ادا کرو اور پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت دیتا ہے

رمضان المبارک کی فضیلت اور رمضان کے مسائل کا بیان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۵؍فتح ۱۳۷۷ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ. وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ. یُرِیْدُاللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوااللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾. (سورۃ البقرۃ: ۱۸۶)

یہ سورۃ البقرہ کی ایک سو چھیاسویں آیت ہے۔ چونکہ رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور یہ رمضان کا پہلا جمعہ ہے اسلئے جیسا کہ ہمیشہ میرا دستور رہا ہے رمضان کی فضیلت سے متعلق کچھ احادیث اور رمضان کے مسائل سے متعلق احادیث پیش کیا کرتا ہوں اور اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات بھی جو انہی باتوں سے متعلق ہیں۔ پہلے اس کا ترجمہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آیت پڑھی گئی ہے۔

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا۔ اس کے ترجمے کچھ معمولی فرق کے ساتھ مختلف ہو سکتے ہیں کیونکہ جو چوٹی کے اہل لغت ہیں انہوں نے مبتدا اور خبر وغیرہ کی اور متعلق خبر وغیرہ کی بحثیں اٹھائی ہوئی ہیں کہ ان کی وجہ سے جو اردو میں ترجمہ کیا جائے اس میں کچھ معمولی فرق پڑے گا اور یہ فرق دکھائی بھی دیتے ہیں لیکن جہاں تک مضمون کا تعلق ہے مضمون وہی رہتا ہے تو اس تمہید کے ساتھ یعنی اس اعتذار کے ساتھ کہ اس مجبوری کی وجہ سے بعض احباب کو ترجمے میں تھوڑا سا فرق دکھائی دے گا میں اب دوبارہ پھر ترجمہ پڑھنا شروع کرتا ہوں۔

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسی ہدایت کے طور پر جو بینات پر مشتمل اور حق و باطل میں تمیز کر دینے والی ہے پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پورا کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بناء پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اس ضمن میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جو احادیث میں نے چنی ہیں ان میں سے چند آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مسند احمد بن حنبل بحوالہ فتحِ ربانی سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور اس کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے محفوظ رہنا چاہئے تھا تو ایسے روزہ دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ بالکل واضح حدیث ہے اس کے سمجھنے میں کوئی ایسی مشکل نہیں جو عام سادہ اردو جاننے والے کے لئے مشکل پیش ہو۔ رمضان کے مہینے کو اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اگر ادا کیا جائے اور روزے رکھے جائیں تو یہ اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں یعنی رمضان کے مہینے میں پھر وہ روحانی لحاظ سے دھل کر نکلتا ہے اور کوئی پرانا داغ اس کے روحانی بدن کو میلا کرنے والا باقی نہیں رہتا۔

دوسری حدیث سنن النسائی کتاب الصیام سے لی گئی ہے۔ عَنْ نَدْرِ ابْنِ شَیْبَانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی سَلْمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ۔ اس کا ترجمہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ نذر بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو آپ نے اپنے والد سے سنی اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے براہ راست سنی ہو، بیچ میں کوئی اور واسطہ نہ آیا ہو۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنا تم پر فرض کئے اور میں نے اپنی سنت کے ذریعے تم پر کھول دیا ہے کہ اس کا قیام کیسے کیا جاتا ہے۔ جیسے نماز کو قائم کیا جاتا ہے اور اگر کوشش اور محنت اور توجہ سے نماز کو قائم نہ رکھا جائے تو بار بار اس میں گرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ یعنی اس کے تقاضے پورے نہیں کئے جاتے تو جس حد تک تقاضے پورے نہ ہوں اس حد تک کہہ سکتے ہیں کہ اتنی نماز گر گئی۔ رمضان کا بھی یہی حال ہے۔

رمضان کے روزے رکھنا قیام نماز کی طرح ہے جہاں جہاں بھی کوئی انسان اس کے تقاضے پورے کرنے میں ناکام رہے گا اس حد تک رمضان کھڑا نہیں رہے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنی سنت کے ذریعے تم پر کھول دیا ہے یعنی سنت جاری کر کے بتا دیا ہے اس طرح رمضان کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں اسی طرح جس طرح میں نے رمضان گزارے ہیں تم بھی رمضان گزارو تو تم نماز کی طرح رمضان کو بھی قائم کرنے والے کہلاؤ گے۔ اس کے بعد فرمایا پس جو اس کے روزے رکھے اور اسے قائم کرے۔ کس حالت میں قائم کرے؟ ایمان کی حالت میں اور نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے۔ تمام وقت ایمان کی حالت میں رہے اور ہمیشہ نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔ وہ اس دن کی طرح اپنے گناہوں سے باہر نکل آئے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ یعنی پاک و صاف فطرت لے کر بچہ پیدا ہوتا ہے اور جس طرح ماں کے پیٹ سے باہر نکلا تھا اسی طرح اس رمضان سے باہر نکلے گا، اگر یہ شرائط پوری کرے گا۔

ایک اور حدیث ہے جو اکثر آپ سنتے رہتے ہیں اس کی کچھ تشریح کی ضرورت ہے۔ وہ ہے رمضان میں شیاطین کا جکڑا جانا اور ابواب جنت کا کھلنا۔ الترمذی کتاب الصوم سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور اس کا ایک بھی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ایک بھی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا اور منادی اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے خواہاں رک جا اور آگ سے بچائے جانے والے اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔ (سنن الترمذی)

یہ جو اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں یہ ترجمہ ہے اس کا وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ اور لِلّٰهِ کا ترجمہ میں نے یہ کیا ہے اور اللہ ہی کی خاطر عتقاءُ مِنَ النَّارِ آگ سے جو لوگ بچنے کی توفیق دئے جاتے ہیں، جن کو آگ سے بچایا جاتا ہے وہ اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں۔ جس میں یہ مفہوم مضمر ہے کہ اگر ان کا رمضان اللہ کی خاطر بسر ہو گا تو اللہ کی خاطر ہی پھر ان کو آگ سے بھی بچایا جائے گا۔ بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے اللہ کے بندے اس دن آگ سے بچائے جاتے ہیں، مجھے تو اس سے اختلاف ہے۔ یہاں اللہ کے بندے مراد نہیں، بندے تو ہیں لیکن لِلّٰهِ عُتَقَاءُ اللہ کی خاطر جنہوں نے رمضان بسر کیا وہ اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جائیں گے یعنی اللہ اس بات کا لحاظ رکھے گا۔ وَذٰلِكَ كُلَّ لَیْلٍ۔ تو یہ ہوتا ہے ہر رمضان کی رات کو یہ ظرف بن جائے گا اس لئے كُلَّ لَیْلٍ ہو جائے گا پس ایسا رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے۔

میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ تشریح طلب حدیث ہے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ رمضان کی راتوں

گویا رمضان کے آغاز پر بھی جہنم کے سارے دروازے بند نہیں کئے جاتے اور جنت کے سارے دروازے کھولے نہیں جاتے۔ یعنی عام بنی نوع انسان کے لئے جو اللہ کی خاطر رمضان بسر نہ کرتے ہوں، اور ایسا ساری دنیا میں ہو رہا ہے۔ خدا کے نام پر تہوار منائے جاتے ہیں اور ان تہواروں میں حرکتیں وہ ہوتی ہیں جو اللہ کی خاطر نہیں ہوتیں۔ اب رمضان کے مہینے میں بھی جہاں تک ہمارا علم ہے جو مسلمان ممالک سے خبریں آتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر راتیں وہ جشن کی طرح مناتے ہیں اور عیش و عشرت میں صَرف کرتے ہیں۔ بعض لوگ جو شراب کے عادی ہوں وہ آخر وقت تک، اذان تک شراب خوری کرتے چلے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ اب شیطان نے بند ہونا ہے۔ جب روزہ شروع ہوگا تو شیطان بند ہوگا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو یہ فرمارہے ہیں رمضان کے وقت شیطان بند ہو جاتا ہے تو اگر مسلمان ممالک کا یہ حال ہے کہ وہاں شیطان بند نہیں ہوتا تو باقی ممالک کا اندازہ کریں کہ کیا حال ہوگا۔

آج کل اب یہ کرسمس کے دن ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی گستاخی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے نام پر کرسمس منائی جارہی ہے اور شیطان کو ایسی کھلی چھٹی ملی ہے کہ کم ہی دوسرے وقتوں میں ملتی ہوگی۔ ہر قسم کے ظلم و ستم، بے حیائیاں یہاں جاری ہیں مگر ایک خوبی بھی ہے جس کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ ضرور کھولتی ہے۔ وہ یہ کہ اپنے غریب عیسائی ممالک کے بچوں کے لئے خصوصیت سے اہل انگلستان بہت محنت کر کے خوبصورت عیدیوں کے ڈبے تیار کرتے ہیں۔ جس طرح ہماری عید ہوتی ہے اس طرح کرسمس کی بھی عیدی ہوا کرتی ہے اور یہ وہ دروازہ ہے جو ان میں سے کئیوں کے لئے اللہ فضل کرنا چاہے تو جنت کا دروازہ ہے جو کھل جائے گا۔ یہ بکثرت مثلاً رومانیہ میں جو عیسائی ملک ہے، غریب ملک ہے عیسائی بچے بہت سے ایسے ہیں جو محتاج ہیں کہ ان کو کوئی تحفہ دیا جائے اور کثرت سے ان میں ایڈز کے مریض بھی ہیں اور یہ لوگ اس پہلو سے اتنا خیال رکھتے ہیں کہ تمام عیسائی ملاک میں جہاں جہاں گھرے ایڈز کے مریض ہیں ان کے بچوں کو بھی خوش کرنے کے لئے وہ خوبصورت تحفے بناتے ہیں اور پیکٹس میں ڈالتے ہیں اور اس کے لئے لاکھوں انگریز مرد عورتیں اور بچے ہیں جو محنت کر کے یہ تیار کرتے ہیں۔ توانہوں نے تو اپنے لئے ایک ایسا دروازہ کھولا جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جنت کی ایک کھڑکی تو ضرور ہے یہ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان ممالک کو یہ بھی توفیق نہیں ملتی۔ **اب سعودی عرب اور کویت وغیرہ جن سونے کے پہاڑوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کی ایک چٹان ہی کو استعمال کر لیں اور جتنے مسلمان غریب ممالک میں بسنے والے بچے ہیں ان کی عید بنا دیں یا رمضان کے مہینے میں ان کے لئے رمضان کے پورا کرنے کے سامان مہیا کر دیں اور آنے والی عید پر ان کے لئے تحفے مہیا کریں تو بہت بڑی خدمت ہے۔** کل عالم اسلام میں چونکہ غربت زیادہ ہے اس لئے یہاں تو اس خدمت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ تو ان سے، غیروں سے ہی سبق سیکھیں اور وہ دروازے جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے ان دروازوں کو اپنے اوپر کھولیں اور مسلمانوں کے لئے کھول دیں۔ مگر اللہ تو کھولتا ہے مگر ان کو یہ دروازے کھولنے کی توفیق نہیں ملتی۔ یہ تبصرہ تنقیدی نہیں بلکہ ناصحانہ ہے۔ یہ خبریں جن مسلمان ممالک تک پہنچتی ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کی انٹیلیجنس ان کو میرے خطبات کے متعلقہ حصے پیش کرتی ہیں تو اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ چونکہ یہ اس بات پر گہری نظر رکھ رہے ہیں کہ احمدیت کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے اس لئے یہ خبریں ضرور ان میں سے ان لوگوں کو پہنچیں گی جو فیصلہ کرنے کے مجاز ہوا کرتے ہیں۔ **تو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اسی رمضان میں نہ سہی تو اگلے رمضان میں ہی ایک مستقل نظام جاری کر دیں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلمان ممالک پر یہ جنت کے دروازے کھلنے لگیں۔**

ایک حدیث ہے جو کتاب الطّہارۃ صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کبائر سے بچنے کے لئے پانچ نمازیں، ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہوتا ہے۔ یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کے لئے دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسا زبردست انتظام کیا ہوا ہے کہ محافظین کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ ایک دن بھی سال کا ایسا نہیں بچتا جس میں شیطان حملہ آور ہو اور اس کو رڈ کرنے کے سامان نہ ہوں۔ تو فرمایا کبائر یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کے لئے۔ یہاں کبائر کا لفظ اس لئے استعمال فرمایا ہے کہ انسان غلطی کا پتلا ہے، کبائر سے بچنے والے، بڑے گناہوں سے بچنے والے بھی بہت سے ہیں جو روزمرہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کو نظر انداز فرما دیا ہے۔ فرمایا کبائر سے بچنے والے کے لئے پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز پر اقرار کرتا ہے کہ اے خدا مجھے سچی عبادت کی توفیق عطا فرما، مجھے منعم علیہ گروہ کے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما، مجھے مغضوبوں کے رستے سے بچا، ضالین کے رستہ سے بچا۔ اب یہ ساری باتیں کبائر سے بچانے والی نہیں تو اور کیا ہیں اور ہر روز پانچ مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ پھر ایک جمعہ اگلے جمعہ تک یہ روز کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور جمعہ کو خصوصیت کے ساتھ ان امور کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جن کی روزانہ پانچ وقت توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہو جاتا ہے یعنی رمضان سے رمضان تک کا سلسلہ اسی طرح روز بروز کی پانچ نمازوں اور جمعوں کے ذریعہ ملتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پورا سال انسان کبائر سے بچنے کی اہلیت حاصل کر لیتا ہے اور اگر بچنا چاہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بچانے کے لئے بہت عظیم الشان انتظام جاری فرما رکھے ہیں۔

ایک بات رمضان مبارک میں بہت زیادہ خرچ کرنے کی تلقین ہے، اتنا زیادہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ کی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی رفتار تو تیز ہواؤں کی طرح تھی لیکن رمضان میں یوں لگتا تھا جیسے جھکڑ آگیا ہو۔ ان ہواؤں کی رفتار اور بھی زیادہ تیز ہو جایا کرتی تھی اور بہت تیزی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انفاق فی سبیل اللہ کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ کیا صرف مال نکلتا ہی ہے یا اللہ تعالیٰ اموال میں برکت کا بھی اسی کو ذریعہ بناتا ہے۔ تو اس حدیث میں یہ نسخہ درج ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ ذاتی خواہش نہیں تھی کہ میں خدا کی راہ میں خرچ کروں اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا ہے وہ مال کو بڑھائے، یعنی اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ قومی اموال کو بڑھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ نسخہ تھا۔

اور یہ حقیقت ہے، ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے انفاق ہی کی وجہ سے مسلمانوں کے قومی خزانے اتنے بھر دئے گئے کہ پھر وہ ملک در ملک خدا کا یہ مالی فیض بھی بنی نوع انسان کو پہنچاتے رہے، غریبوں کو پہنچاتے رہے اور وہ خزانے ختم ہونے میں نہیں آتے تھے۔ تو یہ وہ نسخہ ہے جو مال بڑھانے کا نسخہ ہے جو انفرادی لحاظ سے بھی اطلاق پاتا ہے۔** اس لئے وہ لوگ جو رمضان کے مہینے میں خرچ کرتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس خرچ سے ان کے مال میں کمی نہیں آئے گی اور بہت سے جماعت کے غرباء اس سے استفادہ کریں گے۔ خدا کی خاطر خرچ کریں، اللہ کی خاطر خرچ کرنے کی نیت سے خرچ کرنا لازم ہے۔ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ جو بہت زیادہ بندے کے شکر کا شکر ادا کرنے والا ہے وہ ایسے بندوں کے اموال میں برکت دے گا۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **نماز روزہ اور ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے رستے میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔** اب دیکھیں اس کے ساتھ شرط ہے، نماز اور روزہ اور ذکر کرنا بڑھاتا ہے۔ یہ شرط پوری ہونی ضروری ہے۔ **نماز کا حق ادا کیا جائے، روزے کا حق ادا کیا جائے، ذکر الٰہی کا حق ادا کیا جائے، اس کے ساتھ اگر خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ اسے سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔** قرآن کریم میں جہاں سات سو گنا بڑھانے کا ذکر ملتا ہے وہ بالیوں کی تعداد کے اشارے سے ایک دانے سے اتنی بالیاں نکلتی ہیں اس سے استنباط ہوتا ہے کہ سات سو گنا بڑھاتا ہے مگر ساتھ ہی یہ وعدہ ہے جس کے لئے چاہے اس سے بہت زیادہ بڑھاتا ہے۔ تو تعداد جب بیان کی جاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعداد بیان کی جاتی ہے تو صرف بندوں کو ایک ترغیب کی خاطر، سمجھانے کے لئے اور دوسرے لفظوں میں کم سے کم یہ تو ہوگا ضرور اور اس سے بہت زیادہ بھی ہوگا۔

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ پاس تھا خدا کی راہ میں خرچ کیا اور اب جماعت کا بجٹ دیکھیں اربوں تک پہنچ گیا ہے اور ساری دنیا میں فیض پہنچ رہا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے جو خرچ کیا، انفاق فی سبیل اللہ، اس کو خدا نے دیکھو کیسے رنگ دلائے، کیسی برکت دی اور انفرادی طور پر بھی یہ ممکن ہے کہ ساری جماعت کے اموال میں بہت برکت پڑے مگر شرط وہی ہے جو حدیث کے حوالے سے میں نے بیان کی ہے۔ **نماز، روزہ اور ذکر الٰہی کا حق ادا کرو اور اس کے ساتھ ذکر الٰہی سے معمور ہو کر پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت دیتا ہے۔**

مطرفؓ سے روایت ہے، سنن النسائی کتاب الصوم سے یہ روایت لی گئی ہے، کہ میں عثمان بن ابی العاص کے پاس گیا انہوں نے دودھ منگوایا۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ نہیں تھا، ویسے روزہ رکھا ہوا تھا۔ عثمان کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے۔ جس طرح جنگ سے بچنے کے لئے تم میں سے کسی کی ڈھال ہو جسے آگے آگے سپاہی لے کے چلتا ہے تاکہ تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ ڈھال پر رک جائے اور اسے گزند نہ پہنچے اسی طرح روزہ انسان کے لئے ڈھال بن جاتا ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ایک

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک حصنِ حصین ہے، ایک ایسا قلعہ ہے جسے مضبوط کر دیا گیا اس میں شیاطین کو داخل ہونے کی اجازت ہی نہ ہو۔ تو رمضان میں روزے رکھنا ایک حصن حصین تعمیر کرنے کے مترادف ہے ۔اپنے لئے یہ قلعے تعمیر کر لو جن کو ہر طرح سے برجوں سے محفوظ کر دیا گیا ہو اور شیطان کو ان قلعوں میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہو۔

ایک حدیث جو ہمیشہ آپ کے سامنے میں رکھتا ہوں اور یہ وہ حدیثیں ہیں جن میں سے اکثر آپ کے سامنے ہر رمضان میں رکھی جاتی ہیں لیکن ہر رمضان میں لازم ہے کہ ان کو دہرایا جائے تا کہ اگر سال پہلے کی بات کچھ لوگ بھول چکے ہوں تو ان کو یاد آجائے اور نئے بچے جو جوان ہو کے اب شامل ہو رہے ہیں اور نئے ہونے والے احمدی جو اب ان خطبات سے پہلے سے بڑھ کر استفادہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ سب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت سے استفادہ کر سکیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقعہ پر یہ ہدایت دی تھی کہ جو میری باتیں سنتا ہے، جو حاضر ہے میری مجلس میں وہ غائب کو یہ پہنچا دے۔ تو اللہ کی شان ہے کہ **جماعت احمدیہ کو اب ٹیلی ویژن کے ذریعے یہ توفیق ملی ہے جو دنیا میں کسی مسلمان بڑی سے بڑی حکومت کو بھی توفیق نہیں ملی کہ دنیا کے کناروں تک حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پیغام پہنچانے کی توفیق نصیب ہو رہی ہے** اور کثرت سے اسی کی خاطر خدا کے بندے اکٹھے ہوتے ہیں اور غور سے ان سب باتوں کو سنتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ بڑی بھاری تعداد ان میں سے ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہو گی۔ یہ جو مرکزی بات ہے یہ بتانی ضروری ہے سب کے لئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں سوائے روزہ کے، یقیناً وہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا ہوں۔ اب انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں روزہ بھی تو اس کے اپنے ہی لئے ہوتا ہے، روزے کے فوائد بھی تو اسی کو حاصل ہوتے ہیں پھر یہ کیوں فرمایا کہ میں اس کی جزا ہوں یعنی روزے کی جزا۔ مطلب یہ ہے کہ روزے کے دنوں میں، روزے کے اوقات میں انسان ان حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جو دیگر ایام میں حلال ہیں اور رمضان کی بہت سی راتیں ایسی بھی آتی ہیں جن میں وہ راتوں کو حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے تو یہ ایسا معاملہ ہے جو دوسرے دنوں میں روزے کے سوا دیکھنے میں نہیں آتا۔ پس فرمایا کہ چونکہ میری خاطر وہ ایسا کرتا ہے، میرے جاری کردہ حلال کو میری خاطر وقتی طور پر اپنے اوپر حرام کرتا ہے تو میں اس کی جزا بن جاتا ہوں اور اس سے بڑی جزا روزے کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ خود اس کی جزا بن جائے۔

اور اسی حدیث کے تسلسل میں "میں اس کی جزا ہوں" کا نتیجہ یہ نکالا گیا ہے یعنی جزا کیوں بنتا ہوں کیا کیا اعمال کرو گے تو میں جزا بنوں گا یہ اس کی تشریح ہے آگے۔ "روزہ ڈھال ہے" ابھی یہ بات گزر چکی ہے ۔پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور شرابہ۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑے تو چاہئے کہ وہ کہے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔ اتنا سا کہہ دے۔ مطلب یہ ہے کہ لڑنا مجھے بھی آتا ہے، میں بھی ناجائز حملے کا جواب دے سکتا ہوں۔ مگر اللہ کی خاطر رک گیا ہوں۔ تو "میں اس کی جزا ہوں" اس طرح بنتی ہے بات۔ جب خدا کی خاطر انسان عام جائز باتوں سے بھی رک جاتا ہے اس لئے اس کی جزا بنتا چلا جاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے ﷺ۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اب یہ بات بھی سمجھنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بو یا بدبو سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بدبو آئے یا خوشبو آئے خدا کی ذات ان چیزوں سے بالا ہے۔ تو کستوری سے زیادہ پیاری ہے، اس سے یہ بھی لوگ سمجھ سکتے ہیں یعنی لوگوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کو کستوری کی خوشبو بہت پسند ہے۔ یہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ روزہ دار روزہ کی بنا پر کھانے پینے سے محروم رہتے ہوئے اس حال کو پہنچ جائے کہ اس کے منہ سے روزے کی بو آنے لگ جائے۔ اس کے برعکس وہ شخص جو روزہ نہ رکھتا ہو اور کستوریاں کھا کھا کر اس کے منہ سے خوشبوئیں اٹھ رہی ہوں، اللہ فرماتا ہے اس کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔ یعنی روزہ رکھو خواہ منہ سے بدبو آئے اور چونکہ اللہ کی خاطر تم اس بدبُو کو برداشت کرتے ہو جو خود مومن کو پسند ہی نہیں۔ یہ نہ کوئی کہے کہ اللہ کو پسند ہے مجھے بھی بدبُو پسند ہو گئی، ہرگز یہ مراد نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ بو کے معاملے میں زُود حس اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے باوجود اس کے محض خدا کی خاطر منہ بند رکھنے کے نتیجے میں منہ سے جو بو اٹھتی ہے اسے رسول اللہ ﷺ برداشت کر لیتے تھے۔ یہ وہ بات ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ اس کی خاطر ایک ایسا بندہ جو بو سے گویا الرجک ہو، تصور بھی نہ کر سکے کہ اس کے پاس سے، اس کے بدن سے، اس کے منہ سے بو اٹھے اور وہ برداشت کر رہا ہے تو یہ بات خدا کو بہت پسند ہے بہ نسبت ایسے بے روزہ دار کے جو خوشبوئیں لگائے پھرے اور اس کے منہ میں ہر وقت کچھ کھانے پینے کی خوشبودار چیزیں ہوں، اس کے منہ سے کستوری کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں خدا کو ایسے بندے کی خوشبوؤں کی کوئی بھی پرواہ نہیں۔

'روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ فرحت محسوس کرتا ہے اوّل جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے'۔ جب بھی افطار کرتا ہے ایک خاص خوشی پہنچتی ہے اور اس خوشی کے نتیجہ میں بعض لوگ اتنا افطار کر جاتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں پتلے ہونے کی بجائے موٹے ہونے لگتے ہیں اور یہ خوشی کا تو اظہار بہرحال ہے۔ سارا دن کے رکے ہوئے بھی جب کھاتے ہیں تو پھر بے تحاشا کھانے لگ جاتے ہیں، تو یہ مراد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی تو روزہ کھولا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی روزہ کھولتے رہے ہیں ہمارے سامنے یعنی انہی دنوں کی بات ہے، اس زمانے کی ۔ روزہ کھولتے وقت خوشی تو ہوتی ہے مگر اس خوشی میں کھانا بے تحاشا نہیں کھایا جاتا۔ ہاتھ روک کر کھانا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہاتھ روکنے کی توفیق زیادہ تھی۔ جن کو کم ہے ان کو کم ہو گی مگر کوشش یہ کریں کہ اپنے آپ کو کھلی چھٹی نہ دیں تا کہ رمضان کے ساتھ جو برائیاں اتریں گی ان برائیوں کے علاوہ کچھ چربی بھی اتر جائے اور انسان ہلکا پھلکا جسمانی بدن لے کر رمضان سے باہر آئے۔ تو ایک وہ خوشی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے۔ دوسری اپنے ربّ سے ملے گا تو اپنے روزے کے باعث خوش ہو گا۔ یہاں رب سے ملے گا کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ مرنے کا انتظار کرے کہ مرنے کے بعد رب سے ملے گا۔ جس نے روزہ رکھا خدا کی خاطر اس کو افطار کی طرح نقد و نقد خوشی پہنچتی ہے، اللہ اسے ملتا ہے اور اس کی راتیں اور بھی پہلے سے زیادہ روحانیت سے شاداب ہو جاتی ہیں اور اللہ کے آنے سے اس کی راتیں خوشبوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ تو اللہ سے ملنے کی خوشی روز بروز ہوتی ہے، نقد و نقد سودا ہے اس کے لئے موت کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ کیوں؟ جن کو اس دنیا میں خدا سے ملاقات میسر نہ ہو ان کو قرآن کریم کی رو سے قیامت کے دن بھی ملاقات میسر نہیں ہو گی۔ جو اس دنیا میں اندھے ہیں وہ قیامت کے دن بھی اندھے ہی اٹھائے جائیں گے۔

ایک اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو صحیح بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا 'روزے ڈھال ہیں۔ سو کوئی شخص فحش بات نہ کرے اور نہ جہالت کی بات اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑے یا گالی دے تو چاہئے کہ اسے دوبار کہے کہ میں روزہ دار ہوں'۔ یہاں دوبار کہنا باقی پچھلی روایت سے کچھ مختلف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سرسری طور پر منہ سے نہ نکلے۔ کہے پھر غور سے سمجھ لے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، پھر کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ ساری باقی حدیث وہی ہے جو اس سے پہلے میں بیان کر چکا ہوں۔

روزے کے متعلق ایک حدیث جو مسند احمد سے لی گئی ہے۔ ابو نصر نے اپنے والد ابو امامہؓ سے یہ روایت سن کر بیان کی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے روزہ ہے۔ پس روزہ کا کوئی بدل نہیں یا یہ فرمایا کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ تو اگر روزے کے حقوق ادا کرے گا تو ساری عبادتیں اس میں شامل ہو جاتی ہیں اسلام کے تمام احکامات روزے میں داخل ہو جاتے ہیں تو اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰن کا یہ بھی ایک مطلب ہے کہ رمضان کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن کو سمجھنا ہو تو قرآن کریم کے تمام مصالح اور مفادات تمہارے روزوں سے یا رمضان سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ **رمضان کے حقوق ادا کرو گے تو قرآن کے حقوق ادا کرو گے اور وہ حقوق ایسے ادا کرو جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی سنت کے ذریعے یہ باتیں تم پر کھول دی ہیں۔** اس لئے کسی قسم کا کوئی ابہام باقی نہیں رہا۔

ایک حدیث ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا 'سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے'۔ یہ جو سحری کی برکت ہے یہ تو ہم نے روزمرہ گھروں میں اس طرح بھی مشاہدہ کی ہے کہ وہ بچے جو روزہ نہیں بھی رکھ سکتے وہ بھی سحری کے شوق میں اٹھ جاتے ہیں یعنی تہجد کے وقت اٹھتے ہیں حالانکہ روزمرہ ان کے لئے نماز بھی فرض نہیں اور نماز کے لئے اٹھنا فرض نہیں ہے مگر سحری میں ایک ایسی برکت ہے کہ اس کا شوق پھیل جاتا ہے اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی کہتے ہیں ہمیں سحری کے وقت ضرور جگانا اور ساتھ اگر کوئی سویاں وغیرہ بھی ہوں کوئی میٹھی چیز ہو تو اور بھی خوش ہوتے ہیں۔ تو ان بچوں کی خاطر اپنی سحری میں کچھ اچھی میٹھی چیزیں بھی شامل کر لیا کریں تا کہ بچوں کو بچپن ہی سے عادت پڑ جائے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ سحری کھایا کرو کہ سحری میں برکت ہے اس ہدایت کے بھی ہر پہلو پر عملدرآمد ہو۔

صحیح بخاری کتاب الصوم میں سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی بھول کے کھائے پیئے تو چاہئے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ نے ہی اسے کھلایا اور پلایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب بھول کر کھاتا ہے تو روزہ ٹوٹتا نہیں ہے اس لئے اس وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ "روزہ پورا کرے" وہ روزہ ہرگز نہیں ٹوٹا کیونکہ یہ بھول چوک بھی اللہ تعالیٰ نے بندے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

کے ساتھ لگائی ہوئی ہے اور روزمرہ چونکہ کھانے کی عادت ہوتی ہے اس لئے بعض لوگ بھول جاتے ہیں تو کسی تردد کی ضرورت نہیں، خدا نے آسانی پیدا فرمائی ہے، مشکل نہیں پیدا فرمائی لیکن اس میں ایک احتیاط ضروری ہے۔ اگر کوئی انسان کُلّی وغیرہ کرنے میں بے احتیاطی سے کام لے، نہاتے وقت بھی انسان بار بار منہ میں پانی ڈالتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی بے احتیاطی کے نتیجے میں بعض دفعہ پانی گلے سے نیچے اتر جاتا ہے۔ اس صورت میں روزہ برقرار رکھنا ہوگا مگر روزہ ٹوٹ بھی جاتا ہے۔ یعنی یہ روزہ ایک فاقے کے طور پر روزہ کھلنے کے وقت تک برقرار رکھنا ضروری ہے مگر روزوں میں شمار نہیں ہوگا، اس روزے کی عدت پھر پوری کرنی ہے۔ جو مدت مقرر فرمائی گئی ہے کہ تیس روزے رکھو یا انتیس کا رمضان ہو تو انتیس رکھو یہ مدت بعد میں پوری کرنی ہوگی۔ تو یہ دو الگ الگ مسئلے ہیں۔ بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مدت کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں مگر بے احتیاطیاں کرنے کے نتیجے میں جب پانی پیٹ میں چلا جائے یا کچھ کھانے کی چیز چلی جائے تو ایسی صورت میں وہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

چکھنے کا مسئلہ اس کے علاوہ ہے۔ چکھنے کے نتیجے میں روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک انسان وہ نگل نہ لے۔ تو روزہ نگلنے سے ٹوٹتا ہے جو باہر سے چیز آئے اور نگل لے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے منہ کو ایک قسم کی ڈیوڑھی بنایا ہے وہ چیز جو اندر سے اوپر نکلتی ہے اور ساتھ ہی واپس چلی جائے وہ اگرچہ گلے کے مقام سے کچھ آگے بڑھ گئی تھی لیکن پھر واپس چلی گئی اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ تھوک جو اندر سے ہی پیدا ہوتا ہے یہ ہر وقت انسان نگلتا ہی رہتا ہے تو اگرچہ تھوک منہ میں پیدا ہوا لیکن اس ڈیوڑھی سے، حلق کے اس مقام سے گزر کر نیچے اتر گیا جس سے نیچے اترنا منع فرمایا گیا ہے یعنی کھانے کا نیچے اتارنا منع فرمایا گیا ہے تو یہ بھی ایک کھانے پینے کی چیز ہے جو انسانی لعاب میں بھی تو بہت سی چیزیں موجود ہیں اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ پانی سے زیادہ قوی ہے لعاب۔ پانی کے قطرے سے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اگر اسے انسان نگل لے لیکن لعاب سے نہیں ٹوٹتا۔ تو یہ چیزیں احتیاط کے تقاضے ہیں جو آپ کو پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ اور ہر وقت تھوکتے نہ رہیں۔ بعض لوگ علماء کی بعض جاہلانہ تعلیمات کے نتیجے میں ایسا تھوکنے کے عادی بنتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ صوبہ سرحد میں ایسے لوگ آپ کو کثرت سے ملیں گے جو ہر وقت تھوکتے رہتے ہیں اس لئے کہ کہیں وہ تھوک اندر جائے اور روزہ نہ ٹوٹ جائے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت سے کہیں بھی ثابت نہیں کہ اس بنا پر آپ بکثرت تھوکتے تھے۔ تھوک کا نگلنا ہی سنت ہے اور پانی کا نہ نگلنا سنت ہے۔

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ روزہ کھولنے میں یعنی غروب آفتاب کے بعد جلدی کریں گے۔ یہ بھی ایک مسئلہ آپ کو سمجھانے والا ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سورج ڈوب بھی جائے تو جب تک سورج کے بعد میں رہنے والی سرخی مکمل طور پر زائل نہ ہو جائے، اور بعض لوگ کہتے ہیں جب تک وہ سفیدی میں تبدیل نہ ہو جائے، اس وقت تک روزہ نہیں کھولنا چاہئے۔ یہ شیعہ مسلک ہے اور ہو سکتا ہے بعض سنی بھی اس مسلک پر عمل پیرا ہوتے ہوں مگر پوری حد تک نہیں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرآنی ارشادات کی روشنی میں روزے کو سختی نہیں فرمایا سہولت فرمایا ہے۔ پس جب سورج غروب ہو جائے تو جس وقت اس کا رِم، اس کا کنارہ نظر سے نیچے اتر جائے وہ ڈوب چکا ہو اسی وقت روزہ کھول لینا چاہئے، ایک منٹ کی تاخیر بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ اللہ نے جو سہولت کا وقت مقرر فرمایا تھا اس سے انکار کرنا گویا کہ زبردستی اللہ تعالیٰ پر اپنی نیکی ٹھونسنے والی بات ہے۔ اللہ سے اس معاملے میں کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جہاں اللہ نے سہولت دی، سہولت کو اختیار کر لو، جہاں خدا نے سہولت سے ہاتھ کھینچا وہیں اپنا ہاتھ بھی اس سہولت سے کھینچ لو۔

اب چند منٹ باقی ہیں تراویح سے متعلق، اور کتنی رکعتیں ہونی چاہئیں اس مسئلے کو اب میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آج کل یہاں اس مسجد میں بھی تراویح ہو رہی ہیں اور دوسری مساجد میں بھی ہو رہی ہیں۔ تراویح کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری کی تھی ان کسانوں اور مزدوروں کی خاطر جو صبح نہیں اٹھ سکتے تھے تاکہ رات ہی کو وہ کچھ تراویح پڑھ کر اور تہجد میں شامل ہو جائیں لیکن یہ بات درست نہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی تراویح کی کچھ صورتیں مروی ہیں اور ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی نے اس سنت کا آغاز کیا پھر اس کو روک لیا۔ یہ وہ چند حدیثیں ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضورؐ کی عبادت کے بارے میں پوچھا۔ فرمانے لگیں حضور رمضان یا دوسرے مہینوں میں گیارہ سے زائد رکعات نہ پڑھتے تھے۔ یہ رکعتوں کی بات بھی ہو گئی اور تراویح کی بات بھی بیچ میں آجائے گی۔ گیارہ رکعتیں ہم پر فرض ہیں ان معنوں میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم باقاعدگی سے گیارہ ہی رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور مولویوں نے جو بعض نے بیس اور بعض نے پچاس یا سو یا پانچ سو رکعتیں بنا دی ہیں اور عجیب و غریب روایتیں مشہور کر رکھی ہیں یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی گیارہ کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ اس کی تفصیل کیا ہے میں آگے جا کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے اور پھر چار رکعت پھر تین وتر والی۔ اس سے شبہ پڑتا ہے کہ چار رکعتیں اکٹھی پڑھتے تھے اور پھر چار رکعتیں اکٹھی پڑھتے تھے یہ محض شبہ ہے یہ درست نہیں۔ کیونکہ دوسری روایت سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ دو دو کر کے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اس چار سے میں یہ مفہوم سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے کہ پہلے دو دو کر کے چار نفل پڑھ کے تھوڑا سا وقفہ فرما لیتے ہوں پھر کھڑے ہو کر دو دو پڑھ کر چار نوافل پورے کرتے ہوں پھر تھوڑا سا وقفہ پھر دو رکعتیں پڑھ کر ایک رکعت زائد کر کے ساری نماز کو وتر بنا دیتے تھے۔

مسلم کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے اس لئے وہ چار کا وہی مفہوم ہے جو میں نے پیش کیا ہے اور پھر آخر میں ایک رکعت پڑھ کر ان کو وتر بنا لیتے تھے۔ صبح کی نماز سے قبل دو رکعتیں پڑھتے تھے اور اتنی ہلکی پڑھتے گویا اقامت شروع ہو چکی ہو۔ یعنی اقامت شروع ہو چکی ہو اور جتنی دیر اقامت لیتی ہے، صبح کی نماز کی سنتیں رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہلکی پڑھا کرتے تھے۔ یعنی بعینہ اس کا کوئی پیمانہ اقامت نہیں ہے۔ بعض لوگ اقامت بھی جلدی پڑھتے ہیں بعض ٹھہر ٹھہر کر اقامت ادا کرتے ہیں تو یہ پیمانے چھوٹے بھی ہو سکتے ہیں، بڑے بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر اتنے چھوٹے نہیں ہو سکتے کہ نمازی کو سمجھ ہی کچھ نہ آئے اور تیزی سے فر فر ٹکریں مارتی ہوئی نماز ہو جائے۔ تو کسی چھوٹی اقامت کو اپنا راہنما نہ بنائیں، بڑی اقامت کو اپنا راہنما بنا لیں تو پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جو روایت میں نے بیان کی تھی تراویح کا آغاز کیسے ہوا ہے۔ میرے نزدیک یہ ایک امکان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف سے تراویح کا آغاز ان معنوں میں ہوا ہو۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نصف شب کے قریب گھر سے مسجد تشریف لے گئے اور نوافل ادا کئے۔ کچھ اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح ہوئی تو لوگوں کو اس کا علم ہوا۔ اگلی رات پہلے سے زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے یعنی تراویح کا یہ پہلو کہ امام تہجد پڑھائے یہ پہلو ہے جو میں سمجھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہی شروع ہوا ہے یعنی باجماعت تہجد پڑھنے کا رواج۔ سہولت کی خاطر حضرت عمرؓ نے مزدوروں وغیرہ کے لئے اس سے پہلے کر دیا یہ الگ مسئلہ ہے لیکن باجماعت تہجد کا جہاں تک تعلق ہے اس کی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہی آغاز پائی۔ فرماتی ہیں نوافل ادا کئے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے بغیر بتائے اور بغیر تشہیر کے نماز مسجد میں جا کر ادا کرنی پسند فرمائی۔ ہو سکتا ہے اس خیال سے کہ گھر والوں کو اتنی جلدی نماز کے لئے اٹھنے کی حاجت نہیں جتنی آپؐ کو اٹھنے کی حاجت محسوس ہوتی تھی۔ کچھ لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، وہ شامل ہو گئے اس میں۔ صبح ہوئی تو لوگوں کو اس کا علم ہوا۔ اگلی رات پہلے سے زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور حضور کے ساتھ نوافل ادا کئے یعنی حضور کو گویا امام بنا لیا اور باوجود اس کے کہ کوئی تکبیر نہیں تھی مگر عملاً رسول اللہ ﷺ امام تھے۔ اور آپؐ کے پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ وہ نوافل پڑھ رہے تھے۔ چرچا ہونے پر تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ حضور تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ واقعۃً اب امام بن کر، بکثرت لوگ اکٹھے ہو چکے تھے ان کو نماز پڑھائی۔ چوتھی رات اتنے نمازی ہو گئے کہ مسجد میں سما ہی نہیں رہے تھے اور بہت بڑی مسجد تھی رسول اللہ ﷺ کی، گلیاں بھی بھر رہی تھیں نمازیوں سے۔ حضور باہر ہی نہیں نکلے۔ فجر پہ تشریف لائے۔ وہ لوگ ساری رات انتظار کرتے رہے یا اپنی عبادت کرتے رہے مگر رسول اللہ ﷺ نہیں نکلے اور نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور تشہد کے بعد فرمایا مجھ پر آج رات تمہاری حالت مخفی نہ تھی۔ میں جانتا تھا کہ کس محبت اور شوق سے تم میرے پیچھے باجماعت نوافل ادا کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہو لیکن میں ڈرتا تھا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔ اگر میں نے تواتر سے اس طرح نفلی نمازوں میں تمہاری امامت کروائی تو بعید نہیں تھا کہ پھر اللہ تعالیٰ اسی صورت کو فرض فرما دیتا اور جب یہ فرض ہو جاتی تو تم اس سے عاجز آجاتے۔ پھر سمجھ آتی کہ دُور دُور سے اس طرح مسجد میں آنا اور باقاعدہ باجماعت تہجد پڑھنا یہ تم نبھا نہیں سکتے تھے۔ تو میری اس بات پر نظر تھی کہ تمہیں ایسی عادتیں ڈالوں جن کو تم عمر بھر نبھا سکو اور وقتی طور پر تھوڑی سی محنت کر کے پھر تھک نہ جاؤ۔ کہتے ہیں پھر یہی طریق جاری رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

یہ ہیں رمضان کے مسائل سے تعلق رکھنے والی بعض احادیث جو میں نے آج مناسب سمجھا کہ آپ کے سامنے رکھ دوں اور میرے نزدیک اس میں تقریباً سارے متعلقہ مسائل جو اہم مسائل ہیں وہ بیان ہو گئے ہیں۔ تو ان مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا رمضان گزاریں اور ایسا رمضان گزاریں کہ پھر یہ نماز سے نماز اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان ملتا چلا جائے یہاں تک کہ اگلا سال طلوع ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆......☆......☆......☆
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

تحریک جدید —— ایک الٰہی تحریک

اس کے شیریں ثمرات و برکات

(صوفی محمد اسحق - ربوہ)

آج سے ۶۴ سال قبل متحدہ ہندوستان میں ایک جماعت بنام مجلس احرار نے اس طرح جنم لیا کہ اس کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنا تھا۔ جس کے لئے اس جماعت نے ایک نہایت ہی حساس مسئلہ اپنی تقریروں کا مستقل موضوع بنا رکھا تھا۔ یہ مسئلہ کم علم لوگوں کی نادانی اور جہالت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس جماعت کا من پسند مشغلہ تھا۔ اور یہ واحد مسئلہ ان کی مستقل روزی کا کفیل تھا۔

اس مسئلہ کی بنیاد اس جھوٹ اور مبالغہ آمیزی پر تھی کہ جماعت احمدیہ (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتی۔ یہ ایک صریح جھوٹ ہے کیونکہ کوئی مخلص احمدی کبھی بھی آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ جماعت احمدیہ کا اختلاف صرف معنوں میں ہے نہ کہ آنحضرتؐ کے خطاب اور لقب خاتم النبیین میں۔ اور یہ ہرگز کوئی نئی بات نہیں ہے کیونکہ بے شمار صلحاء اور اولیاء امت محمدیہ بھی جماعت احمدیہ کے اختیار کردہ معنوں کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ انہوں نے انہی معنوں کو اپنی مصنفہ کتب میں درج بھی کیا ہے۔

اس جذباتی مسئلہ کو مجلس احرار عوام کے سامنے اس رنگ میں پیش کرتی کہ گویا یہ مسئلہ پہلے سے امت محمدیہ میں موجود ہی نہ تھا۔ حالانکہ بے شمار بزرگان امت اس کی تائید میں تھے۔ بہرحال عامۃ الناس کو چونکہ اس مسئلہ کی موجودگی کا علم نہیں تھا اس لئے انکی جہالت اور نادانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احرار ان کے جذبات کو جماعت احمدیہ کے خلاف خوب مشتعل کرتے اور اس طرح ایک فرضی الزام کو لوگوں کے سامنے بار بار پیش کر کے لوگوں سے کہا جاتا کہ لاؤ ہمیں پیسہ دو تاکہ ہم (نعوذ باللہ) احمدیوں کو ختم کریں۔ اور ان کے مرکز قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔

اس مجلس احرار نے اس زمانہ میں دیکھتے ہی دیکھتے اس قدر ترقی کی کہ متحدہ ہندوستان کی طول و عرض میں قریہ قریہ اس مجلس احرار کی بے شمار شاخیں قائم ہو گئیں۔ اس مجلس کا بانی سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس قدر لسان اور فن خطابت کا اس قدر ماہر تھا کہ ساری ساری رات لوگ اس کی تقریر کو سنتے اور سر دھنتے تھے۔ یہ شخص تمسخر بازی، طعن و تشنیع اور جگت بازی میں ایسا تھا کہ سارے ہندوستان میں اس کا کوئی مدمقابل نہ تھا۔ وہ اپنی تقریروں میں ایسی مثالیں اور لطیفے بیان کرتا تھا کہ لوگوں پر اس نے گویا ایک قسم کا جادو کر لیا ہوتا تھا۔ اس لئے جب وہ اپنی تقریر کے آخر پر لوگوں سے چندہ کی اپیل کرتا تو شاذ و نادر ہی کوئی ایسا شخص ہوتا ہو گا جس نے اس کی اپیل پر مجلس احرار کو کچھ نہ کچھ دیا نہ ہو۔

میں اندازہ لگایا کرتا ہوں کہ اس وقت متحدہ ہندوستان میں کم از کم دس کروڑ مسلمان ضرور بستے تھے۔ اور اگر ایک مسلمان کا مجلس احرار کو دیا گیا چندہ صرف ایک چونی بھی فرض کر لیا جائے تو مجلس احرار نے ان سادہ لوح لوگوں سے احمدیت کی مخالفت میں کم از کم اڑھائی کروڑ روپے ضرور اینٹھے تھے۔ لیکن مجھے پختہ یقین ہے کہ رقم اس سے کہیں زیادہ ہو گی کیونکہ ہزارہا لوگ ایسے تھے جن کو ایک یا دو روپے دینا ہرگز مشکل امر نہ تھا اور ہرگز یہ بات قابل تعجب نہ ہو گی اگر بعض لوگوں نے ترنگ میں آ کر انہیں سینکڑوں بلکہ شاید ہزاروں بھی دے دئے ہوں۔

اب ان انتہائی اشتعال انگیز اور صبر آزما دنوں میں ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت میں خطبہ دیا اور کہا یہ لوگ ہمیں یہاں مٹانا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسا ہرگز کبھی بھی نہیں ہو گا۔ لیکن آؤ ہم ان فتنہ زدہ حالات میں خدا تعالیٰ کے حضور ایک نئی قربانی پیش کر کے اس کے ایک نئے فضل کو حاصل کریں۔ چنانچہ حضور نے ایک نئی سکیم تحریک جدید کے نام سے جماعت کے سامنے رکھی اور جماعت سے صرف ۲۸ ہزار روپے کا مطالبہ کیا۔ اور فرمایا کہ ہم اس رقم سے دنیا کے دوسرے ممالک میں اپنے مبلغ بھیجیں گے۔

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی تبلیغ کا وہ جوش اور جذبہ بخشا ہے کہ جماعت نے ۲۸ ہزار کی بجائے ۳۷ ہزار روپے نقد اور مزید ۹۰ ہزار کے وعدے اپنے امام عالی مقام کے قدموں میں نچھاور کر دئے۔ یہ نقد رقم اور وعدے دونوں ملا کر زیادہ سے زیادہ سوا لاکھ روپیہ بنتا ہے۔

اب آپ مجلس احرار کے سارے ہندوستان سے اینٹھے ہوئے کم از کم اڑھائی کروڑ کو اپنے ذہن میں رکھ لیں اور اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ جیسی ایک چھوٹی سی جماعت کے چند لاکھ افراد کے صرف سوا لاکھ روپے کو بھی ذہن میں مستحضر کر لیں۔ دونوں رقوم میں ۲۰۰ گنا کا فرق ہے۔

آج اس تحریک جدید کو شروع ہوئے ۶۴ سال کا عرصہ ہو چکا ہے لیکن جب ہم ان دونوں جماعتوں کی قربانی کا مقابلہ نتائج کے لحاظ سے کرتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق کھل کر ہمارے سامنے آ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَكُوْنُ حَسْرَۃً عَلَیْھِمْ ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ﴾ (سورۃ انفال: ۳۷) کہ جہاں تک اپنے مقصد کے لئے پیسے خرچ کرنے کا سوال ہے تو اہل حق ہی کامیاب و کامران ہوتے ہیں کیونکہ ان کی قربانی پھلتی پھولتی اور نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔ اور مخالفین حق کی قربانی رائیگاں جاتی ہے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔ اور اس نتیجہ کے لحاظ سے صرف اہل حق ہی اللہ کی نگاہ میں متقی ٹھہرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ﴾ (سورۃ المائدہ: ۲۸) کہ اللہ تعالیٰ صرف متقی ہی کی قربانی کو قبول کرتا ہے۔

اب ہر انصاف پسند شخص جو دیکھ سکتا ہے کہ وہ اڑھائی کروڑ جو مجلس احرار نے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں سادہ لوح مسلمانوں سے آج سے ۶۴ سال قبل اینٹھا تھا اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟ اور مجلس احرار کی کوئی ایسی اسلامی خدمت نظر نہیں آتی جس سے اسلام کو یا مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچا ہو۔ یہ مجلس آج بھی ختم نبوت کے نام پر اسی طرح دریوزہ گری کر کے اپنی روزی کا سامان کر رہی ہے جیسے آج سے ۶۴ سال قبل کر رہی تھی۔

مجلس احرار کے بالمقابل جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام اور انسانیت کی ایسی جلیل القدر خدمات سے نوازا ہے کہ جس پر ہر احمدی بجا طور پر ساری دنیا میں فخر کے ساتھ اپنا سر بلند کر سکتا ہے۔

☆...... جماعت احمدیہ کی آج سے ۶۴ سال پہلے پیش کردہ سوا لاکھ کی قربانی آج ایک مستقل سالانہ بجٹ کی شکل اختیار کرتے ہوئے اندرون اور بیرون پاکستان کروڑوں تک پہنچ چکی ہے اور ہر سال یہ آمد پورے تواتر کے ساتھ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

☆...... جب تحریک جدید شروع ہوئی تھی تو ہندوستان سے باہر ہمارے مشنوں کی تعداد بمشکل ۱۰، ۱۱ تھی لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے مشن دنیا کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں ۱۵۲ ممالک میں قائم ہو چکے ہیں اور ہر سال بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

☆...... تحریک جدید کے آغاز سے قبل جماعت احمدیہ کے پاس کسی ایک بھی غیر ملکی زبان میں ترجمہ قرآن نہیں تھا لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے جماعت احمدیہ ۵۲ زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ پیش کر چکی ہے۔ ۱۸ مزید زبانوں میں ترجمہ قرآن زیر تکمیل ہے جبکہ دنیا کی ۱۰۰ زبانوں میں ترجمہ کرنے کا ٹارگٹ ہے۔ اور اس خدمت قرآن اور خدمت دین اسلام میں جماعت احمدیہ کا کوئی مدمقابل ساری دنیا میں ہرگز نہیں ہے۔

☆...... اس وقت پاکستان سے باہر بلا مبالغہ جماعت کے سینکڑوں پرائمری سکول، بیسیوں ہائی سکول مغربی و مشرقی افریقہ میں خدمت انسانیت میں مصروف ہیں۔

☆...... تحریک جدید کے آغاز سے قبل پاکستان سے باہر ایک ہسپتال نہ تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کے فضل سے صرف افریقہ میں ہمارے بیس سے زائد ہسپتال ہیں جو مرجع خلائق ہیں۔

☆...... تحریک جدید کے آغاز سے قبل ہمارا کسی بھی ملک میں اپنا پرنٹنگ پریس نہ تھا جبکہ اب دنیا کے متعدد ممالک میں ہمارے کئی پرنٹنگ پریس ہیں جہاں سے ڈیڑھ درجن سے زائد جماعتی رسائل و اخبارات باقاعدگی سے شائع ہو رہے ہیں۔ جن میں دین اسلام کے خلاف ہر اعتراض کا مدلل اور مؤثر جواب دیا جاتا ہے۔

☆...... آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سال قبل عدل و انصاف اور جمہوریت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک ظالم آمر نے ہماری جماعت کے خلاف ایک آرڈیننس نافذ کر کے ہم پر ناواجب پابندیاں لگا دیں۔ ہمیں اذان دینے کی ممانعت کر دی گئی۔ ہمارے دینی اجتماعات اور ہمارے جلسہ سالانہ کو جبراً روک دیا گیا۔ ہم ایک غریب چھوٹی سی جماعت تھے اور اب یہ بھی تحریک جدید ہی کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اپنا ٹیلی ویژن دے دیا ہے جس کی نشریات آٹھ زبانوں میں روزانہ ہوتی ہیں اور دنیا میں صرف یہی ایک مسلم ٹیلی ویژن ہے جو ۲۴ گھنٹے چلتا ہے اور تمام براعظموں میں اس کی نشریات پہنچتی ہیں۔ گویا کہ بلا مبالغہ رب العرش نے آسمان سے اس ظلم کے خلاف ہماری دادرسی فرمائی فالحمد للہ۔

☆...... ربوہ میں ہر سال ہمارے جلسہ سالانہ پر زیادہ سے زیادہ اڑھائی لاکھ آدمی آتے تھے اور خطبہ جمعہ میں صرف ربوہ اور ارد گرد کی بعض جماعتوں کے زیادہ سے زیادہ ۸، ۱۰ ہزار آدمی آیا کرتے تھے لیکن اس ٹیلی ویژن کی برکت سے آج ہمارے جلسہ سالانہ یو۔کے۔ کے سامعین کی تعداد ساری دنیا میں ایک کروڑ سے زیادہ ہے۔ اور ہمارے امام کا خطبہ ہر جمعہ کو ساری دنیا میں سنا جاتا ہے جسے پھر تین دفعہ ہر ہفتہ میں دوبارہ ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے۔ اسی ٹیلیویژن پر ہمارے امام ایدہ اللہ ہر ہفتہ دو دن درس القرآن کلاس منعقد کرتے ہیں جس سے ہر شخص مستفیض ہو سکتا ہے۔

☆...... تحریک جدید کے آغاز سے قبل ہر سال جماعت میں نئے داخل ہونے والوں کی تعداد بمشکل چند سو ہوتی تھی لیکن یہ تحریک جدید کی برکت ہے کہ یہ تعداد سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں تک پہنچ چکی ہے اور پھر اب ہزاروں سے لاکھوں تک جا پہنچی ہے۔ صرف ۱۹۹۳ء سے لے کر ۱۹۹۸ء تک جماعت میں نئے شامل ہونے والوں کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہو چکی ہے۔

☆...... تحریک جدید کے آغاز سے قبل ساری دنیا میں احمدیہ مساجد کی تعداد بمشکل ایک ہزار ہو گی اور کینیڈا امریکہ اور جنوبی امریکہ میں ایک بھی نہ تھی۔ اور یورپ میں صرف لندن میں ایک مسجد تھی۔ جبکہ اب انگلستان میں متعدد مساجد کے علاوہ یورپ کے تقریباً ہر ملک میں مساجد اور مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ اور کینیڈا اور امریکہ میں تو متعدد بڑی بڑی عالیشان اور خوبصورت مساجد تعمیر ہو کر آباد ہو چکی ہیں۔ اور جہاں تک افریقہ کا تعلق ہے تو وہاں کے متعدد ممالک میں صرف ہماری نئی مساجد اور مراکز کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے اور متعدد شہروں اور دیہات میں ایسی بے شمار بنی بنائی مساجد انکے ائمہ اور متبعین سمیت جماعت احمدیہ کو عطا ہوئیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے قرآن کریم کی رو سے اللہ تعالیٰ صرف متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے اس لحاظ سے جماعت احمدیہ کی مندرجہ بالا بے نظیر کامیابیاں نہ صرف یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی مالی قربانی کو شرف قبولیت سے نوازا ہے بلکہ یہ بھی پوری طرح واضح ہوتا ہے کہ

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

کے لئے آسمانی نشان ظاہر ہوئے تو ملاؤں کے لئے کوئی جائے پناہ نہ رہی تو انہوں نے سینے پیٹنے شروع کر دئے یہاں تک کہ ایک ٹنڈے نے ایک ہاتھ سے ہی سینہ پیٹا (کہ اب تمہارے پاس مرزا غلام احمد کو جھٹلانے کا کوئی بہانہ نہیں رہ گیا)۔

بدھ، ۲۷ر جنوری ۱۹۹۹ء :

آج کی ترجمۃ القرآن کلاس سورۃ الدھر سے شروع ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے آیت نمبر ا کے تعلق میں فرمایا کہ اس پہلی آیت میں انسان کے ارتقاء کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ بہت جامع مانع کلام ہے۔ اس سورۃ میں انسان کی زندگی کے آغاز سے روحانی اور جسمانی مدارج کی ترقی اور وہ لوگ جنہوں نے نذریں مانیں ان نیکیوں کو بڑھایا اور آئندہ زندگی میں انہیں عطا کی جانے والی جزا کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ کس طرح وہ چاندی اور کرسٹل کی ملونی سے بنائے ہوئے خوبصورت پیالوں میں زنجبیل اور سلسبیل کے چشموں سے سیراب کئے جائیں گے اور انہیں اپنے اپنے مزاج اور انتخاب کے مطابق سبز، باریک اور موٹے ریشم کے لباس بھی مہیا ہونگے۔ باریک ریشم اور موٹے ریشم کی ضرورت موسموں کے بدلنے کی وجہ سے نہیں ہوگی اور نہ ہی الگ الگ جنتیں ہونگی بلکہ یہ کیفیات اور تمثیلات ہیں۔ اگر Dimentions بدل جائیں تو کیفیات بھی بدل جاتی ہیں۔

آج کی کلاس میں سورۃ المرسلات کا ترجمہ بھی کیا گیا۔ عُرفاً کی لغوی تشریح کے بعد حضور انور نے تشریحاً فرمایا کہ یہاں ہوائی جہازوں کی طرف اشارہ ہے اور آج کل کے Jets پر ان آیات کا ہوبہو اطلاق ہوتا ہے۔ موجوں کی طرح ان کی ٹولیاں بلند ہوتی چلی جاتی ہیں اور موجودہ زمانے کی ہوائی سواریوں کا بہت عمدہ نقشہ کھینچا گیا ہے۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا کے ترجمہ میں بمباری کے تسلسل میں حضور نے فرمایا کہ تمیز تو کرتے ہیں انتہاء بھی کرتے ہیں جیسا کہ آج کل عراق میں ہو رہا ہے۔ فوجی ٹھکانوں سے چوک جائیں تو شہری علاقوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ میں جری اللّٰہ فی حُلَلِ الانبیاء کی بعثت کی طرف اشارہ ہے اور حضور نے اس کی لطیف اور پر لطف تشریح فرمائی۔ آیت ۳۱ میں حضور نے فرمایا کہ اس میں واضح طور پر ایٹمی جنگ کی طرف اشارہ ہے یعنی تین قسم کی فوجیں بری، بحری اور ہوائی بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ اور حضور نے فرمایا غالباً تثلیث کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے یعنی یہ جنگیں اس وقت ہونگی جب تثلیث پھیلی ہوئی ہوگی۔ لفظ ثَلٰثِ شُعَبٍ بہت اہم ہے۔

جمعرات، ۲۸ر جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۲۰۰ جو ۲۴ر مارچ ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ اور براڈ کاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۹ر جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ملاقات کا پروگرام براڈ کاسٹ کیا گیا۔ مختصر کارروائی اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے:

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق پر کیا حضرت مسیح ناصری نے بھی کسی جماعت کی بنیاد رکھی تھی؟

☆...... کیا جماعت کا چندے کا سسٹم ہمیشہ رہے گا یا کبھی بدل بھی جائے گا؟ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ چندے کا سسٹم ختم ہوگا تو جماعت بھی ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ اگر یہ شرط پوری نہ ہوگی تو جماعت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ قربانی انسان کی روح کی نجات کے لئے ضروری ہے۔

☆...... نوزائیدہ بچے کے کان میں جو اذان دی جاتی ہے اس کا کیا فائدہ ہے؟

☆...... ایک فرنچ غیر احمدی نے سنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کرشن بھی ہوں تو کرشن ہونے پر زور کیوں دیا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ قرآنی آیت وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کے مطابق آپ کے وجود میں تمام ماضی کے انبیاء کے نام رکھے گئے ہیں۔ اور آخری زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے کے نیچے احمدی ہی ہیں جو آنحضرت ﷺ کے مذہب کو زندہ کریں گے۔

☆...... میں نے Five Volume Commentary میں پڑھا ہے کہ وہ لوگ جو سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھیں گے انہیں خاص فائدہ ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا کہ سورۃ الاخلاص اور الکافرون اور تینوں قُل سارے قرآن مجید کی نمائندگی کرتے ہیں۔ الاخلاص میں توحید خالص اور الفلق میں اسلام کی فتح جس کی وجہ سے سب حسد کرنے لگیں گے اور خدا کی پناہ مانگیں گے اور سورۃ الناس میں تثلیث اور مغربی طاقتوں کے دجل کا ذکر ہے۔ مغربی طاقتیں ہی دنیا کی رب بنی ہوئی ہیں اور دنیا پر حاکم ہیں۔ عراق ان کی غلامی نہ کرے تو اسے تباہ کر دیں گی۔ ان آیات میں سارے قرآن مجید کا خلاصہ بیان ہو گیا ہے۔

☆...... لوگ کہتے ہیں کہ اَلتَّحِیَّات کی پوزیشن میں آنحضرت ﷺ تشہد کی انگلی باقی انگلیوں سے اوپر اٹھایا کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا ہاں اکیلی شہادت کی انگلی توحید کی طرف اشارہ تھا۔ یہ سنت ہے اسے اٹھانی چاہئے۔

☆...... اسلام میں Secular Education کا کیا رول ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اسلام تعلیم پر زور دیتا ہے۔ اور خاص کر روحانی تعلیم پر مگر وہ نہیں جو مدرسوں میں دی جاتی ہے۔ روحانی تعلیم سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ کی گہرائی کو سمجھیں۔ لفظی ترجمہ نہیں بلکہ رک رک کر سمجھ کر پڑھو۔ اگر ایسا کرو گے تو دیکھو گے کہ ہر دفعہ نئے نئے معنی سمجھ آئیں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں روزانہ ایک پارہ اور رمضان میں کئی بار ختم کرتا ہوں۔ آیات بار بار پڑھی جاتی ہیں لیکن ہر بار نئی بات سمجھ آتی ہے۔ اور اگر لاکھوں زندگیاں بھی ملیں تو نئے معنی ختم نہیں ہونگے۔

یہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن کے معنے ہی لے لیں۔ کروڑوں قسم کے جانور ہیں جو پانی کے اندر ہی رہتے ہیں اور رَبُّ الْعٰلَمِیْن انہیں کس طرح روزی دیتا ہے تو اس طرح اگر آنحضرت ﷺ کے طریق پر علم حاصل کیا جائے تو لامحدود سلسلہ ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے فرمایا چین بھی جانا پڑے تو جاؤ۔ تو علم کا منبع تو مدینہ تھا پھر چین جانے کا کیا مطلب ہے؟ مطلب یہ تھا کہ مدینہ سے چین تک کی مسافت میں علم ہی علم بھرا پڑا ہے۔ ہر قسم کے علوم، فلسفہ، کیمسٹری اور سائنس آنحضرت ﷺ کے اس حکم میں آجاتے ہیں۔

☆...... قرآن مجید میں ارشاد ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ ...... الخ۔ یعنی مشرک نجس ہیں وہ اس سال کے بعد بیت اللہ میں نہ جائیں۔ تو کیا مطلب یہ ہے کہ مشرک کعبہ میں جسمانی طور پر داخل نہ ہوں؟ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ مشرک وہ ہیں جو مشرکانہ کام کرتے ہیں۔ خانہ کعبہ کے اندر بھی وہی practices کرتے تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے تو بت توڑ کر پھینک دئے تھے۔ اس لئے جسمانی نجس مراد نہیں۔ تو مطلب یہ ہے کہ اس سال کے بعد جو بھی خدا کی وحدانیت کا قائل رہے اور ایک خدا کو مانے اور اس کا اعلان کرے تو وہ داخل ہو سکتا ہے۔

☆...... بعض لوگ افسران کو بڑے بڑے تحائف دیتے ہیں تو رشوت اور تحفے میں کیا حد بنائیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ تحفے کے سائز کو دیکھیں۔ اگر کسی بڑے افسر کو دس بیس پونڈ کا تحفہ دے دیا جائے تو کرپشن (Corruption) نہیں ہوگی۔ اس لئے تحفے کے سائز سے پتہ چل سکتا ہے کہ رشوت ہے یا Good will token ہے۔

(مرتبہ: امۃ المجید چوہدری)

مکتوب آسٹریلیا

(خالد سیف اللہ خان)

حاضری میں کمی کے باعث چرچوں کا ادغام

موجودہ کساد بازاری نے کئی کاروباری اداروں کو ادغام پر مجبور کر دیا ہے۔ خرچ کو کم کرنے کے لئے عملہ میں کمی یا فیکٹریوں کے بعض حصوں کو مختصر یا بند کرنے کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔ لیکن لگتا ہے اب مختلف چرچوں نے بھی انہی خطوط پر سوچنا شروع کر دیا ہے۔ جو ایک عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔ ایک خبر کے مطابق چرچوں میں گرتی ہوئی حاضری کے پیش نظر لندن میں چرچ آف انگلینڈ اور میتھوڈسٹ چرچ کے پادریوں نے ایک میٹنگ میں غور کیا ہے کہ ان کی مذہبی تقریبات (Congregations) مشترکہ طور پر منعقد کی جائیں۔ (سڈنی ہیرلڈ ۹۷-۱۰-۲۰)

خبر میں واضح نہیں کیا گیا کہ آیا یہ ادغام دونوں فرقوں کے درمیان ہوگا یا صرف مذہبی تقریبات تک ہی محدود رہے گا۔ اور پھر کیا مقتدی بھی اس انتظام کو قبول کر لیں گے یا نہیں۔

کیا ۲۰۰۰ء لیپ کا سال ہوگا

کچھ عرصہ ہوا ایک صاحب نے ایک مقامی اخبار کے توسط سے یہ وضاحت چاہی تھی کہ آیا فروری ۲۰۰۰ء انتیس روز کا ہوگا یا اٹھائیس روز کا۔ انہوں نے لکھا کہ ان کے استاد نے انہیں بتایا تھا کہ جو سال چار پر پورا پورا تقسیم ہو جائے وہ لیپ کا سال ہوتا ہے لیکن یہ فارمولا ۱۹۰۰ء پر صادق نہیں آتا کیونکہ وہ لیپ کا سال نہ تھا۔ اس کا جواب ایک صاحب نے یہ دیا کہ لیپ کے سال کا فارمولا اتنا آسان نہیں جتنا کہ انہیں ماسٹر صاحب نے بتایا تھا بلکہ اس کے لئے Royal Greewich Laboratory کے وضع کردہ فارمولا کو استعمال کرنا ہوگا۔ ان کا فارمولا یہ ہے کہ صدی کا سال صرف اسی صورت میں لیپ کا ہوگا جب وہ ۴۰۰ پر پورا پورا تقسیم ہو جائے۔ اسی لئے ۱۹۰۰ء کا سال لیپ کا نہیں تھا جبکہ ۲۰۰۰ء ہوگا۔

لیپ کے سال کا آغاز ۴۶ قبل مسیح میں جولیس سیزر نے کیا تھا جس نے کہا تھا کہ تین سال ۳۶۵ دن کے ہونگے اور ہر چوتھا سال ۳۶۶ دن کا ہوگا۔ لیکن یہ حساب مکمل طور پر درست نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے کہ ایک سال ۳۶۵ء۲۵ دنوں کا نہیں بلکہ تقریباً ۳۶۵ء۲۴۲۱۹ دنوں کا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس غلطی کی اصلاح ۱۵۸۲ء میں پوپ گریگوری (تیرھویں) نے کی۔ اس نے موجودہ گریگوری کلینڈر کا آغاز کیا تھا۔ اس نے فارمولے میں مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ صدیوں کے سال اسی صورت میں لیپ کے ہونگے جب وہ چار پر نہیں بلکہ چار سو پر پورے پورے تقسیم ہوتے ہوں۔

لیکن دراصل اس فارمولا کے استعمال پر بھی دس ہزار سالوں میں تین دنوں کا فرق پڑ جاتا ہے۔ (ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ ۹۸-۷-۱۶)

مورخہ ۲۰ر فروری تا ۱۰ر مارچ ۱۹۹۹ء

خصوصی سیل

ٹلڈا باسمتی چاول ۱۰ کلوگرام	42-00DM
چائے ۲۷۵PG	15-00DM
چپاتی آٹا ۱۰ کلوگرام	7-00DM
تازہ سبزیاں ایک کلوگرام	7-00DM

نیز ہر قسم کے مصالحہ جات اور دالیں بارعایت خرید فرمائیں

Butt Asian Shop

Inh.M.A.Butt
BahnhofStr.17
69115 Heidelberg.Germany
Tel & Fax: 06221-169597

لِقَاءِ مَعَ الْعَرَبْ

۱۷؍ستمبر ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یو کے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔(ادارہ)

جنوں کی حقیقت

محترم حلمی شافعی صاحب نے بتلایا کہ سعودی عرب اور دوسرے کئی عرب ممالک کے اخبارات میں وہاں کے بڑے علماء اور ایک مفتی کی طرف سے ان خبروں کاچرچاہے کہ انہوں نے بعض لوگوں میں جنّوں کوداخل ہوتے دیکھااور پھر انہوں نے کسی طریقے سے ان جنّوں کو نکالا۔ اوروہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کوجنّ نکلتے ہوئے دکھاسکتے ہیں۔حضور ارشاد فرماویں کہ جنّ کی اصل حقیقت کیا ہے اور جنّ کے بارہ میں یہ لوگ جو عقیدہ بیان کرتے ہیں اس میں کس حد تک صداقت ہے ؟

حضور نے فرمایا کیاوہ علماء اور مفتی اس معاملہ جنّ میں تجربہ کی خاطر اپنے آپ کولوگوں کے سامنے پیش کرسکتے ہیں؟ نہیں کبھی نہیں۔ یہ بہت دلچسپ موضوع ہےاوراس بارہ میں اکثرلوگ سوال کرتے ہیں۔

جنوں کے متعلق مختلف آراء

لفظ جنّ کے بارہ میں عامۃ الناس میں بہت اختلاف پایا جاتاہے۔ بعض کا کہناہے کہ لفظ جنّ صرف ایسی چیزوں کے لئے استعمال کیا جاتاہے جو نظروں سے او جھل ہوں مثلاً روح یابھوت وغیرہ اور یہ آزاد ہوتے ہیں۔ جہاں مرضی ہے جاسکتے ہیں۔ دیواروں میں سے گزر جاتے ہیں اور کوئی بھی روک ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی اور ان جنوں پر قرآن کریم کی بعض آیات کے پڑھنے سے، تعویزوں، دم درود اور بے معنی مہمل آوازوں، جنتر منتر کے ذریعہ انہیں قابو کر کے انسان کی خدمت کے لئے غلام بنایاجاسکتاہے۔

دوسری رائے جنّ کے بارہ میں لوگوں کی یہ ہے کہ جنّ ایک ایساوجود ہے جو غیر مرئی اور طلسماتی طاقتوں کامالک ہوتاہے۔ جسے مختلف داؤ پیچ (Tricks) کے ساتھ غلام بناکر اپنی مرضی کے ہر قسم کے کام اس سے کروائے جاسکتے ہیں۔ گویاوہ دو روحوں اور دماغوں کامالک ہوتاہے۔ اور یہ جنّ جب کسی شخص میں داخل ہوتاہے اس وقت اگر اس شخص سے بات کی جائے تووہ شخص نہیں بولتابلکہ اس کے اندر موجود جنّ جواب دیتاہے اور یہ پیر فقیر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایسے داؤ (Tricks) ہیں جن کے ذریعہ سے ہم ان جنوں کو قابو کر کے جو بھی کام ان سے کروانا چاہیں کرواسکتے ہیں اور بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم ان آیتوں کے ذریعے جنّوں پر قابو کر کے جو بھی کام ان سے کروانا چاہیں کروا سکتے ہیں۔ اگر کہیں بھونا ہوا مرغ پڑا ہواور ہم اس جنّ کو حکم دیں تووہ پلک جھپکتے میں حاضر کر سکتاہے۔

الہ دین کے لیمپ کے جنّ کے بارہ میں آپ کو پتہ ہے۔ اس جنّ نے بھی بہت سے کارنامے انجام دئے تھے توجنوں کے بارہ میں اس قسم کے مختلف تصورات، عقیدے اور کہانیاں لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔وہ ممالک جن میں اس قسم کے جنوں کے وجود کا تصور پایا جاتاہے، تیسری دنیا کے غربت کے مارے ہوئے پسماندہ ممالک ہیں لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ وہ جنّ ان کے لئے تیل اور دوسری معدنیات زمین سے نہیں نکال سکتے۔ اور نہ ہی ان کی غربت کو دور کرسکتے ہیں۔ توپھر یہ کس قسم کے جنّ ہیں؟

جنوں کی حقیقت ازروئے قرآن

آیئے اب ہم اس بارہ میں قرآن کریم سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم اس بارے میں کیا فرماتاہے۔

قرآن کریم کے پہلے حرف ب سے لے کر آخری حرف س تک سارے قرآن کریم کا باربار مطالعہ کریں آپ کو ایک جگہ بھی ایسے جنّ کا ذکر نہیں ملے گا جہاں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ بعض اوقات جنّ انسان کے اندرداخل ہو جاتے ہیں اور اگر ایسا ہو تو فلاں فلاں آیت پڑھ کرانہیں باہر نکالو۔ قرآن کریم ہمیں بتاتاہے کہ مومن نہیں بلکہ غیر مومن اس طرح کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ مشرکین مکہ اور کفار آنحضرت ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ "اِنْ هُوَ اِلاَّ رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ ......" (المومنون: ۲۶) اوراسی طرح دوسرے انبیاء کو بھی ان کے مخالفین جنّ کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ قرآن کریم میں اورنہ ہی کسی اور الٰہی صحیفے میں یہ بیان ہے کہ جنّ نے کسی نبی پر قابوپالیاہو۔ اس قسم کاعقیدہ صرف کفار اور مشرکین اور جھوٹے لوگوں کا تھا مومنوں اور سچے لوگوں کانہیں۔

وہ لوگ نبی کریم ﷺ کو جنّ کیوں کہا کرتے تھے اس لئے کہ ان لوگوں کاعقیدہ تھاکہ جنّ عالم الغیب ہیں۔ اور چونکہ مشرکین آنحضرت ﷺ کی باتوں میں غیب کی خبریں پاتے تھے توانہیں یقین نہیں آتاتھاکہ کوئی انسان ایسی بات کہہ سکتاہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی پرانہیں یقین نہیں تھااس لئے یہ بھی نہیں مانتے تھے کہ کوئی خداہے جواس نبی کوغیب کی خبریں دیتاہے۔ اس لئے کہتے تھے کہ ہونہ ہو یہ جنّ ہے یاجنّ نے اس پر قبضہ کرر کھاہے۔

آج کل کے مُلاّں اور پرانے زمانے کے کفار و مشرکین اور بت پرست ان سب کا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص پر جنّ قابض ہو جاتاہے اس کی عقل ماری جاتی ہے اور اس وقت لفظ "جنون" استعمال کرتے ہیں کہ جنّ کے قبضہ کی وجہ سے یہ پاگل ہو گیاہے اور جس شخص پر جنّ سوار ہوا سے مجنون کہتے ہیں۔

پس یادر ہے کہ نہ تو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے اورنہ ہی اس کے فرشتوں اور نبیوں نے کسی الٰہی کتاب میں یہ لکھاہے کہ جنّوں نے کسی شخص پر قبضہ کر لیا۔ کفار اور مشرکین ایسا عقیدہ ضرورر کھتے تھے۔ لیکن مجھے نہیں معلوم کہ ان علماء نے جنوں کے متعلق اس قسم کاعقیدہ قرآن کریم سے کیسے نکال لیا۔ آج کل کے علماء کوجنوں کے نکالنے کے Tricks اور طریقے قرآن کریم سے مل گئے ہیں لیکن یہ طریقے آنحضرت ﷺ کوتو معلوم نہ تھے۔

کسی نبی نے کبھی بھی اپنے مخالف دشمن پر قرآن کریم کی یاکسی اور صحیفے کی آیت نہیں پڑھی۔ تاکہ اس کے اندر سے جنّ نکالے کہ لو میں آیتیں پڑھتاہوں جس سے تمہارے اندر سے جنّ باہر نکل بھاگے گا۔ کب ایساہوا؟ اور کونسی الٰہی کتاب میں ایسا ذکر ہے ؟ کہیں نہیں۔ ہاں بائبل کہتی ہے لیکن وہ تو صرف ایک کہانی ہے۔ کوئی مسلمان اس پر اپنے عقیدے کی بنیاد کیسے رکھ سکتاہے۔ لکھاہے کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک شخص میں سے بہت سے جنّ نکالے اوروہ جنّ بھیڑوں کے ایک ریوڑ میں چلے گئے جس سے تمام بھیڑیں پاگل ہو کر دریامیں کود گئیں اور سب کی سب ہلاک ہو گئیں۔

یہ ایک ایسی کہانی ہے کہ عیسائی بے شک اسے مانیں لیکن کوئی سچا مسلمان کبھی بھی اس قصے پر یقین نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس قسم کا کوئی واقعہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں رونما نہیں ہوا۔ اور قرآن کریم کی رو سے حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں بھی ہر گز نہیں ہوا۔ اورنہ ہی حضرت موسیٰؑ اور کسی اور نبی کے زمانہ میں ہوا۔

جب شیطان کسی انسان پر قبضہ کرلیتاہے تو قرآن کریم شیطان کے متعلق کہتاہے "کَانَ مِنَ الجِنّ" (سورۃ الکہف: ۵۱)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل میں شیطان صفت لوگ ہی جنّ ہیں جو آتشی مادہ کے ساتھ پیدا کئے گئے ہیں جیساکہ فرمایا، "وَخَلَقَ الجآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّار......" (الرحمن: ۱۶) ۔کہ اس نے جنّ کو آگ سے پیدا کیاہے یا آگ کے شعلہ سے پیدا کیاہے۔ یہ تو ایک قرآنی طرز بیان ہے جیسے فرمایا "خَلَقَ الاِنْسَانَ مِن عَجَلٍ "(الانبیاء: ۳۸) عجل کیاہے ؟ انسان عَجَلٍ کے ساتھ کیسے بنایاجا سکتاہے ؟ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس وجود میں وہ خاصیت پائی جاتی ہے۔ انسان عجل کی خاصیت سے بنایا گیا ہے اور یہ عربی زبان کا سب سے اعلیٰ طرز بیان ہے۔ اور قرآن کی زبان تو ہے ہی سب سے اعلیٰ وارفع۔ توجنّ کے متعلق جو کہاگیا کہ اسے آگ سے بنایاگیا ہے تو مطلب یہ ہے کہ اس کی فطرت ناری ہے۔ اور شیطان سرکش ہے۔ ہر وہ وجود جو صاحب اتھارٹی کی اطاعت سے انکار کرتا ہے وہ آگ سے ہے اس لئے جب ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم آدم کی فرمانبرداری اختیار کرو تو معلوم ہے ابلیس نے کیا کہا؟ اس نے کہا "انا خَیرٌ مِّنهُ خَلَقتَنِی مِنْ نَّارٍ وَ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ"۔ (الاعراف: ۱۳) تونے مجھے آگ سے پیداکیااور آدم کو گیلی مٹی سے۔ اور آگ گیلی مٹی کی اطاعت نہیں کرے گی۔ آگ ہر چیز کو تہس نہس کر دیتی ہے۔ شیطان نے کہاکہ تمہارا نبی مٹی سے پیدا کیا گیاہے۔ اچھے کاموں کے لئے پیدا کیا گیاہے۔ اور میری جڑ برائی ہے۔ آدم چیزوں کو بناتاہے اور میری فطرت میں چیزوں کو اجاڑنااور برباد کرناہے۔ گیلی مٹی سے چیزیں بنائی جاتی ہیں اور آگ انہیں ضائع کرتی ہے۔ شیطان نے کہا تونے مجھے جس فطرت پر پیدا کیاہے وہ آدم کی فرمانبرداری کیسے کر سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے کہاکہ تم غلط ہو، دور ہو جاؤ اوریادرکھو کہ مٹی کے وہ وجود جو میری اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے، تمہارے آتشیں اثر سے کوسوں دور رہیں گے۔ اور تمہاری پہنچ سے بہت باہر ہونگے۔ یہ ہے وہ علم جو شیطان اور جنّ کے متعلق ہمیں قرآن کریم سے ملتاہے۔

جِنّوں کی حقیقت ارشادات نبویؐ کے حوالہ سے

آنحضرت ﷺ جو کل کائنات میں قرآن کریم کو ہر دوسرے بشر سے زیادہ جانتے تھے اور کامل علم اور معرفت رکھتے تھے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ آپ کی نظر میں جنّ یا شیطان کی کیا حقیقت ہے۔ ملاّں لوگ توایک ہی بات کہتے ہیں کہ کَانَ مِنَ الجِنّ اس لئے شیطان جنوں میں سے تھااور بس۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے اندر ایک شیطان ہے جو اس کے خون میں سرایت کئے ہوتاہے۔ پھر بقول ان ملاّؤں کے کہاں ہے وہ آگ جوانسان کی رگوں میں یااس کے خون میں دوڑ رہی ہے۔ کسی نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ کے اندر بھی شیطان ہے ؟ آپؐ نے فرمایا ہاں لیکن میرا شیطان مسلمان ہو چکاہے۔ کسی شخص میں اگر ذرہ بھر بھی عقل ہو تووہ سمجھ سکتاہے کہ کسی انسان میں شیطان یاجنّ کاجو حوالہ دیا جارہاہے وہ اصل میں

نفس لاَمّارہ ہے۔ نفس لاَمّارہ انسان میں ایک نافرمانی اور سرکشی کی صفت ہے۔ جب اسے کہا جاتا ہے کہ اچھا کام کرو تو وہ کہتا ہے نہیں میں اچھا کام نہیں کروں گا۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اے انسان تو فلاں اچھے عمل کر۔ نفس امارہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ نہیں یہ بات نہیں مانتی۔ آنحضرت ﷺ کا نفس امارہ کلیۃً مطیع و فرمانبردار ہو چکا تھا۔ کبھی بھی کوئی برائی کی آواز آپ کے دل سے نہیں اٹھی۔ یہ ہے مطلب شیطان کے مسلمان ہونے کا۔ قرآن کریم تو حکمت کا سمندر ہے اور خدائی کلام تو یقیناً حکمت و معرفت کا کلام ہوتا ہے۔

حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کے جنّ

یہ مولوی حضرات اور علماء حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے زمانہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ کیسے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو اپنے قبضہ میں کیا ہوا تھا۔ وہ جن کیا کرتے تھے؟ وہ جنّ ان کے لئے محنت و مشقت اور سخت کام کرتے تھے۔ "یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَاۤءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَ تَمَاثِیْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ"۔ (سورۃ سبا: ۱۴) انہوں نے جنوں کی مدد سے بہت بڑی بڑی صنعتیں قائم کیں۔ اگر ان ملاؤں کے مطابق وہ جنّ اسی قسم کے تھے جیسے کہ یہ گمان کرتے ہیں تو پھر اب وہ علماء کیوں ان جنوں کو کام میں لگا کر غریب اور پسماندہ ملکوں میں کارخانے اور صنعتیں قائم نہیں کرتے؟ وہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ انہیں حقیقت کا علم نہیں۔ قرآن کریم ہمیں اس بارہ میں بہت سے اشارے (Clues) دیتا ہے لیکن انسان میں اگر بصیرت نہ ہو تو یہ اشارے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتے۔ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں جنوں کو بڑی بڑی زنجیروں سے باندھ کر کام پر لے جایا جاتا تھا۔ آپ کہیں بھی یہ لکھا ہوا نہیں پائیں گے کہ وہ صحیفوں کی آیات میں لپٹے ہوتے تھے۔ زنجیروں سے بندھے ہوئے وہ کس قسم کے جنّ تھے۔ اگر وہ ایسے ہوتے جو دیواروں، پتھروں اور لوہے میں سے گزر جاتے تھے تو پھر وہ لوہے کی زنجیریں ان کی آزادی میں کیسے حائل ہو گئیں۔ قرآن تو ایسی کوئی آیت پیش نہیں کرتا۔ قرآن کے بیان سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت باغی اور سرکش لیکن جسمانی لحاظ سے طاقتور انسان ہوتے تھے۔ جنہیں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی بادشاہت نے اسیر کیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے ان دونوں نبیوں کو یہ قدرت بخشی تھی کہ وہ ان باغیوں کو غلام بنا سکیں۔

یہ پرانے زمانے کا رواج تھا۔ فرعون کے زمانہ میں بھی جب اس نے احرام تعمیر کروائے تو اس نے بھی ہزاروں غلاموں کو کام پر لگایا اور ان سے بڑے بڑے بھاری پتھر اٹھوائے جاتے اور سخت مشقت کے کام ان سے لئے جاتے تھے۔ ان کے ذریعہ سے اس نے یہ احرام تعمیر کرائے۔ یہ قدیم حکومتوں کا طریق تھا کہ وہ اسی طرح غلاموں سے کام لیا کرتی تھیں۔ اور اس میں کسی حیرت کی کوئی بات نہیں۔ **تو یہ جن کوئی اور مخلوق نہ تھے بلکہ باغی اور سرکش لوگ ہی تھے۔**

پھر یہ علماء قرآن کریم کے حوالہ سے یہ بات کرتے ہیں کہ جنّ کو آگ سے بنایا گیا تھا اگر ایسا ہے تو یہ جنّ جب کسی شخص میں یا کمزور عورت میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں جلاتے کیوں نہیں؟ وہ کیسی آگ ہے جو جلاتی نہیں؟ ایک عورت میں جنّ داخل ہوتا ہے اس کے کپڑے ویسے کے ویسے ہی سلامت رہتے ہیں اور جسم کو بھی کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کس قسم کی آگ ہے؟

قرآن کریم میں ہے کہ وہ جنّ جو نبیوں کے لئے مطیع کئے گئے تھے وہ سمندروں میں غوطہ لگا کر سمندر کی تہوں سے ہیرے جواہرات نکالا کرتے تھے "ومن الشَّیٰطِین مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ" (الانبیاء: ۸۳) وہ کس قسم کی آگ تھی جس پر پانی کوئی اثر نہیں کرتا تھا اور جو پانی کے اندر جا کر بھی نہیں بجھتی تھی۔ تو آگ جو جلاتی نہیں اور آگ جو پانی سے بجھتی نہیں وہ کیسی آگ ہے؟ اگر وہ قرآن کریم کا حوالہ دیتے ہیں تو پھر انہیں چاہئے کہ قرآن کو سمجھنے کی بھی کوشش کریں۔ وہ جنّ انسان ہی تھے۔ سرکش، باغی اور نافرمانبردار لوگ تھے۔ اور حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد جب نااہل بیٹا تخت نشین ہوا اور اس بات کی بھنک ان سرکش غلاموں کو پڑی کہ اب سلیمانؑ بادشاہ کی طرح کی مضبوط حکومت نہیں رہی تو ان غلاموں نے پھر سرکشی شروع کر دی۔

اگر یہ علماء اور مفتی اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ وہ جِنّوں کو نکالتے اور اپنے علم سے ان کو اپنا غلام بنا سکتے ہیں تو پھر چاہئے کہ ساری دنیا کے سامنے اس کی Demonstration کریں۔ چلیں ان کو یہ چھوٹ ہم دیتے ہیں کہ وہ ان جِنّوں سے ویسے بڑے کام جو حضرت سلیمانؑ اپنے جنوں سے کروایا کرتے تھے نہ دکھائیں اور نہ ہم ان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان سے انڈسٹریز بنوائیں لیکن یہ تو کروا سکتے ہیں کہ ان جنوں کو حکم دیں کہ وہ روٹی گرم کر دیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں اٹھا کر انہیں دیں۔ ان کے جوتے پالش کر دیں یا پھر ان کے کپڑے سی دیں۔ جب وہ کسی جنّ کو کمزور و لاچار عورت میں سے نکالیں تو انہیں چاہئے کہ وہ اسے پکڑیں اور اپنے گھر میں رکھ کر اس سے کام کروائیں اور جب وہ ان کی مرضی کے موافق کام کریں گے تو ہم دیکھیں گے کہ یہ علماء لوگ کس حد تک اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ اگر وہ ایسا کر دکھائیں تو ہم یقین کر لیں گے۔

سورۃ الجن میں مذکور جِنّوں کی حقیقت

پھر وہ سورۃ الجنّ کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔ کہ سورۃ الجنّ میں صرف یہ لکھا ہے کہ جنوں کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی ملاقات کے لئے آیا تھا۔ اس لئے تم جنوں کی موجودگی کا انکار نہیں کر سکتے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ ہم جِنّوں کا انکار تو نہیں کرتے۔ ہم تو صرف ان جنوں کا انکار کرتے ہیں جن پر تمہارا ایمان ہے۔ جنوں کے متعلق ہمارا عقیدہ تم سے بالکل مختلف ہے۔ اور ہم قرآن کریم سے ثابت کر سکتے ہیں کہ جِنّوں کے متعلق ہمارا مسلک ہی درست ہے۔ جنّ ہیں اور یقیناً ہیں لیکن ہم صرف ان جِنّوں کو مانتے ہیں جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان جنوں کو نہیں جن کی کہانیاں تم بیان کرتے ہو۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اصل واقعہ کیا ہوا تھا۔ جِنّوں کا ایک وفد رسول کریم ﷺ کی ملاقات کے لئے آیا اور اس نے مدینہ سے باہر ایک یا دو کلومیٹر کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ آنحضرت ﷺ اپنے ایک صحابی کے ہمراہ اس وفد کو ملنے کے لئے گئے۔ آپ ان سے ملے، انہیں تبلیغ کی اور ان جِنّوں نے آپس میں مشورہ اور فیصلہ کے بعد یہ اعلان کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی خدا تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ ان جنوں نے اسلام قبول کیا، لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه پڑھا اور اس کے بعد جنوں کا وہ قافلہ واپس لوٹ گیا۔

رسول کریم ﷺ نے واپس آکر اس واقعہ کا ذکر صحابہ رضوان اللہ علیہم سے کیا۔ دوسرے دن صحابہ اس مقام پر گئے۔ انہوں نے وہاں پتھر، راکھ اور اونٹوں کے نشان دیکھے جیسے انسانوں کے کسی قافلہ نے وہاں پڑاؤ کیا ہو اور آگ جلائی ہو۔ جنّ اگر خود آگ ہیں تو انہیں آگ جلانے کی کیا ضرورت تھی؟ اور انہیں اونٹوں پر سوار ہونے کی کیا حاجت تھی؟

جب آنحضرت ﷺ نے ان جِنّوں کو تبلیغ کی تھی تو وہ ایمان لے آئے تھے۔ تو کیا آنحضرت ﷺ جِنّوں کے صرف اس قافلہ کے لئے رسول تھے؟ یا دنیا کے سب جِنّوں کے لئے رسول تھے؟ اگر سب جنوں کے لئے رسول تھے تو پھر دنیا کے باقی جنوں کو آپؐ نے کب اور کہاں تبلیغ کی؟ اگر تمام جنوں کے لئے رسول تھے تو پھر آپؐ جیسے طائف اور دوسرے مقامات پر تبلیغ کی غرض سے گئے تھے جنوں کو تبلیغ کی خاطر ان کے علاقوں میں کیوں نہ گئے؟ اور آپؐ نے ان جنوں کے ساتھ لڑائیاں اور جنگیں کیوں نہ کیں؟ کہیں بھی اس کا ذکر موجود نہیں۔

وہ جنّ جنہوں نے آپؐ سے ملاقات کی اور ایمان لے آئے تھے معلوم ہے انہوں نے اپنے علاقہ میں لوٹ کر کیا کہا؟ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم تو بڑے دھوکہ اور بے وقوفی میں تھے جو یہ خیال کر بیٹھے تھے کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ گویا وہ بھی ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے کہ خاتم النبیین والی پیشگوئی تو پوری ہو چکی ہے۔ اسلئے اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور پھر اصل خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ ظاہر ہوئے۔ وہ جنّ یقیناً انسان تھے۔ وہ ویسا ہی عقیدہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ماننے والوں کا تھا۔ اور ممکن ہے وہ انہیں لوگوں میں سے ہوں۔ کیونکہ قرآن کریم ایسے لوگوں کا ذکر کرتا ہے جو آج کل کے مسلمانوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ نبیوں کے آنے سے متعلق تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ اس لئے اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ جب حضرت یوسفؑ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو لوگ ان کے خلاف ہو گئے کہ جتنے نبی آنے تھے آ چکے تمہیں ہم نبی کیسے مان لیں۔ پھر آپؑ کی وفات کے بعد آپ کے ماننے والوں نے یہ عقیدہ اختیار کر لیا کہ حضرت یوسف آخری نبی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے: "وَلَقَدْ جَاۤءَكُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا جَاۤءَكُمْ بِهٖ. حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا" (المومن: ۳۵)

اور بالکل یہی عقیدہ جِنّوں کے اس گروہ نے بیان کیا جب وہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات کے بعد اپنے علاقہ میں واپس لوٹے۔ قرآن کریم ہمیں اس کی خبر دیتا ہے: "وَ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا"۔ (الجنّ: ۸)۔ کہ ہم کتنے نادان تھے جو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آئندہ کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ اور دیکھو اب خدا تعالیٰ کا سچا نبی آگیا ہے اور ہم اس سے مل کر آرہے ہیں۔ تو یہ جنّ وہ لوگ تھے جو اصل میں اپنے آپ کو چھپانا چاہتے تھے اور کسی ایسے علاقہ سے تعلق رکھتے تھے جس کے متعلق انہیں اپنے پہچان لئے جانے کا خوف تھا۔ اور انہیں ابھی اس بات کے متعلق بھی کچھ یقین نہ تھا کہ اپنے قبیلہ یا علاقہ کے لوگوں کو جب یہ بتائیں گے کہ وہ اس نبی پر ایمان لے آئے ہیں تو ان کا ردّ عمل کیا ہوگا۔ اس لئے شروع میں انہوں نے کچھ عرصہ اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔ جنوں کا وہ گروہ جو آنحضرت ﷺ سے ملنے کے لئے آیا تھا اہل مدینہ بھی ضرور انہیں جانتے ہونگے۔ اس لئے پہچان لئے جانے کے ڈر سے انہوں نے مدینہ سے باہر کچھ فاصلے پر ہی ڈیرے ڈال لئے تھے۔ اور وہیں پر آنحضرت ﷺ سے ملاقات کی اور یہ بھی ممکن ہے کہ قریش مکہ کے ساتھ بھی ان کے تعلقات ہوں اور ان کو یہ خوف ہو کہ کہیں قریش کو یہ خبر نہ ہو جائے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی ہے۔

ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ اگر وہ جنّ کوئی مخفی یا پوشیدہ مخلوق تھے تو پھر انہیں پہچان لئے جانے کا کوئی خوف نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ایسی صورت میں انہیں مدینہ سے باہر آنحضرت ﷺ سے ملاقات کی کیا ضرورت پیش آئی؟ وہ اگر کوئی ایسی مخلوق تھے جو لوگوں کی نظر نہیں آتی تو پھر تو وہ آنحضرت ﷺ کو ان کے گھر میں بھی مل سکتے تھے۔

عجیب بات ہے کہ جنّ صرف مولویوں کو نظر آتے ہیں، ہمیں کیوں نظر نہیں آتے؟ اور ان مولویوں کے جنّ آج اگر انہیں معجزات دکھا سکتے ہیں تو پھر آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جِنّوں نے آپؐ کو معجزے کیوں نہ دکھائے۔ آج کل کے مولویوں کے جن تو نظر آنے والے نہیں لیکن آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے جنّ تو نظر آتے تھے اسی لئے تو ان جِنّوں نے پہچانے جانے کے خوف سے مدینہ سے باہر ہی ڈیرے ڈال دئے تھے۔

لفظ جنّ کی ایک اور لطیف تشریح

اب میں رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں جو ہر لحاظ سے ہمارے نظریہ کی تصدیق کرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جنّ ہڈیاں کھاتے ہیں اس لئے تم ہڈیوں کے ساتھ صفائی نہ کیا کرو۔ ہڈیاں تو مدینہ میں کئی جگہ پڑی ہوتی تھیں۔ ان ہڈیوں کو کون کھاتا تھا؟ ان ہڈیوں کو کھانے والے جنّ تو لوگوں کو نظر نہیں آتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ قضائے حاجت کے بعد جب تم صفائی کے لئے پتھریا

مٹی کے ٹکڑے استعمال کرتے ہو۔ یہ چیزیں بے شک استعمال کرو لیکن ہڈیوں کو استعمال نہ کیا کرو۔ صحابہ کو یقیناً حیرت ہوئی ہوگی کہ آخر کیوں؟ آپؐ نے فرمایا۔ کیونکہ ہڈیاں جنوں کی خوراک ہیں۔ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مدینہ میں جہاں کہیں بھی ہڈیاں تھیں وہاں جن بھی تھے۔ تو پھر وہ جنّ جو آنحضرت ﷺ کو ملنے آئے تھے وہ مدینہ کے باہر ہی کیوں ٹھہر گئے؟ وہ بھی مدینہ میں آتے اور ہڈیاں کھاتے اور حضورؐ سے باتیں کرتے۔ ان مولویوں کے پاس عقل و فراست نام کی کوئی چیز نہیں۔ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کون سے جنّ ہیں جو ہڈیاں کھاتے ہیں۔ وہ بیکٹیریا (Bacteria) اور وائرسس (Viruses) ہیں۔

آنحضرت ﷺ پر قرآن کریم نازل ہوا۔ آپؐ ساری دنیا سے زیادہ حکمت و فراست رکھنے والے اور قرآن کریم کو سب سے بہتر سمجھنے والے انسان تھے۔ مغربی دنیا کو جس وقت بیکٹیریا کی موجودگی کا علم ہوا اس سے ۱۲۰۰ سال قبل خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ ایک پوشیدہ مخلوق ہے جو جنّ کہلاتی ہے اور وہ ہڈیاں کھاتی ہے، وہی بیکٹیریا ہے۔

ہم تو جنّ کی ہر اس قسم کو مانتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں جو قرآن کریم بیان فرماتا ہے اور ہر اس جنّ کے وجود کا انکار کرتے ہیں جس کا تصور آج کل کے علماء مفتی اور ملّاں پیش کرتے ہیں۔

میں فی الحال اسی جواب پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ جنّ کا موضوع تو ایسا ہے کہ گھنٹوں بھی اس پر بولتے رہیں تب بھی اس پر کہنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور باقی رہ جاتا ہے۔

جادو، مسمریزم اور نظر کا اثر

سوال: حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا کہ جنّ کے موضوع سے کسی قدر ملتا جلتا ایک اور مسئلہ جادو اور مسمریزم اور نظر کے اثر کا ہے۔ حضور اس بارہ میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا: میں ہر اس بات پر ایمان لاتا اور یقین رکھتا ہوں جس کی تصدیق قرآن کریم کرتا ہے۔ اور ہر اس بات کو رد کرتا ہوں جسے قرآن کریم ردّ فرماتا ہے۔ جہاں تک توجہ اور نظر کے اثر کا تعلق ہے قرآن کریم اس کی تصدیق کرتا ہے اور ہمیں ایک مثال دیتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے جادوگروں کے درمیان جو مقابلہ ہوا قرآن کریم فرماتا ہے: فَلَمَّا اَلْقَوا سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاس وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ (الاعراف: ۱۱۷)۔ ان جادوگروں کا جادو رسیوں پر نہیں چلا۔ رسیاں، رسیاں ہی تھیں۔ ہاں انہوں نے لوگوں کی نظر کو باندھ لیا اور ان کی آنکھوں پر اپنا اثر جمایا۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (سورة طٰهٰ: ۶۷)۔

وہاں موجود لوگوں نے خیال کیا گویا وہ رسیاں سانپ ہیں۔ حالانکہ وہ سانپ نہیں تھے تو آنکھوں کی طاقت اور ان کا اثر دکھانا کسی پاکیزگی کا محتاج نہیں۔ یہ ایک انسانی طاقت ہے اور ایک ایسی حقیقت ہے جو قرآن کریم نے کئی سو سال پہلے بیان کی تھی۔ اور اب اس زمانہ کی سائنسی تحقیق نے اس کی تصدیق کی ہے۔ سائنس کا ایک الگ شعبہ ایسا ہے جو صرف اس علم پر تحقیق کے لئے وقف ہے۔ ان کی تحقیق بتاتی ہے کہ انسان اپنی ذہنی قوت اور توجہ سے دوسروں پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ مسمریزم اور ہپناٹزم اسی قسم کی چیزیں ہیں۔

ایک انسان جو بُرا ہے وہ کسی بھی لحاظ سے دوسروں کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ استعمال کر کے کسی کو قتل کر سکتا ہے۔ وہ پستول ہاتھ میں لے کر گولی چلا سکتا ہے۔ ہر گندہ اور برا انسان معاشرے کے لئے نقصان دہ ہے۔ وہ انسان جسے ذہنی قوت اور نظر کے اثر کی طاقت حاصل ہے وہ لوگوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے لیکن تم اس سے بڑی طاقت کے ذریعہ سے اپنا دفاع کر سکتے ہو۔ اگر تمہاری ذہنی طاقت زیادہ ہے تو پھر تمہیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے کا ایک واقعہ ہے جب آپؐ ابوجہل سے ملنے کے لئے گئے۔ ابوجہل نے کسی غریب کی رقم غصب کر رکھی تھی اور وہ اسے واپس نہیں کرتا تھا۔ اس وقت حلف الفضول والا معاہدہ ہو چکا تھا۔ وہ غریب شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حلف الفضول کے معاہدے کا واسطہ دے کر آپؐ سے مدد کی التجا کی۔ باوجودیکہ آپ کو علم تھا کہ ابوجہل آپ کا سب سے بڑا جانی دشمن ہے آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اس غریب شخص کے ہمراہ ابوجہل کے پاس پہنچے اور اسے مخاطب کر کے فرمایا، تم کیوں اس غریب شخص کی رقم نہیں دیتے۔ فوراً اس کی رقم واپس کرو۔ تو اس پر بجائے اس کے کہ ابوجہل انکار کرتا وہ بلا چون و چرا خود اٹھ کر اندر گیا اور رقم لا کر اس شخص کے حوالے کر دی۔ اور آپؐ واپس چلے آئے۔

رؤساء مکہ جو اس وقت ابوجہل کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ابوجہل کی اس حرکت پر متحیر اور بڑے سیخ پا ہوئے اور اسے برا بھلا کہنے لگے۔ اور اس سے کہا کہ تم ہمیں تو اس بات پر اکساتے ہو کہ یہ محمدؐ بڑا خراب آدمی ہے اس کے ساتھ ایسا کرو، ویسا کرو اور تم خود اس کے سامنے ایک کمزور و لاچار بھیڑ کی طرح جھک گئے۔ ابوجہل نے جواب دیا جو کچھ میں نے دیکھا وہ تم نہیں دیکھ سکے۔ میں نے دیکھا کہ محمدؐ کے پیچھے ایک پاگل اونٹ مجھ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ اور اس انتظار میں ہے کہ میں انکار کروں اور وہ مجھ پر جھپٹ پڑے۔

یہ بے شک انسانی نظر یا توجہ کی طاقت کا مظاہرہ نہ تھا۔ لیکن بعض اوقات خدا تعالیٰ بھی اپنے پیاروں کی طرف سے اسی رنگ میں نظر کی طاقت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اس تعلق میں میں پھر حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف سے لوگوں کی نظروں پر اثر کیا اور ان جادوگروں کے جادو کو توڑا اور بظاہر سانپ دکھنے والی رسیاں پھر سے رسیاں نظر آنے لگیں۔ یہ ہے عصا کی ان سانپوں کو نگلنے کی حقیقت۔ جب عصا پھینکا گیا تو یہ خدا تعالیٰ ہی تھا جو وہاں موجود لوگوں کے ذہنوں اور نظروں پر اثر انداز ہو رہا تھا۔ وہ خدا تمام ذہنوں اور نظروں کا مالک ہے اس نے ان لوگوں کی نظروں سے کہا کہ وہ رسیوں کو رسیاں ہی دیکھیں اور عصا کو سانپ دیکھیں۔ لوگوں نے اچانک عجیب نظارہ دیکھا کہ ایک بہت بڑا اژدھا ہے جو رسیوں کو غائب کرتا چلا جا رہا ہے۔

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ زیادہ مضبوط ارادہ یا توجہ اور نظر کی طاقت، کمزور ارادہ اور نظر کے اثر پر غالب آجاتی ہے۔ تو اس طرح خدا تعالیٰ بھی کبھی کبھار اپنے بندوں کی خاطر ذہنی و نظری طاقت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ابوجہل کے باقی ساتھیوں کو وہ اونٹ دکھائی نہیں دیا تھا۔ اگر خدا تعالیٰ نے واقعۃً اس وقت ایک اونٹ پیدا کیا ہوتا تو پھر باقی لوگوں کو بھی نظر آنا چاہئے تھا۔ یوں خدا تعالیٰ بعض اوقات اپنے بندوں کی مدد کی خاطر لوگوں کی نظروں پر اپنا اثر کرتا ہے۔ اس وقت انسان کے دیکھنے کی طاقت کلیۃً خدا تعالیٰ کے اشاروں پر چلتی ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کچھ آنکھیں دیکھنا شروع کر دیتی ہیں۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی انسان جب وہ شدید بیمار یا بخار میں مبتلا ہوتا ہے تو اس حالت میں وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ دیکھا اور فلاں کو دیکھا یا فوت شدگان کو دیکھا اور ان سے باتیں کیں تو یہ جنّ نہیں ہے۔ یہ وہی دماغی طاقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر رکھی ہے۔ جو بعض اوقات خود بخود کام کرنا شروع کر دیتی ہے۔ جب یہ خود بخود کام کرنا شروع کر دے تو ایسی صورت میں ملنے والا پیغام یا خبر سچی نہیں ہوتی اور اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی کہ جو کچھ نظر آرہا ہے وہ سچ یا حقیقت ہے۔ لیکن جب یہ طاقت خدائی ہاتھ سے اپنا کام دکھاتی ہے تو پھر اس وقت ملنے والا پیغام حق اور ہر خبر سچی اور حقیقت کا رنگ رکھتی ہے۔ لیکن جب انسان کے اپنے کسی ذہنی فتور یا صحت کی خرابی کے باعث یہ طاقت عمل دکھاتی ہے تو پھر سوائے اضغاث احلام کے ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہوتی۔ جیسے خوابیں آتی ہیں یہ بھی تو ایک ذہنی حالت ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے بادشاہ نے ایک خواب دیکھی تو اس کے درباری علماء نے کہا کہ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ۔ کہ یہ تو محض ذہنی خیالات پر مبنی بے معنی پراگندہ خوابیں ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کی کوئی حیثیت نہیں لیکن جب وہی انسانی ذہن خدا تعالیٰ کی منشاء سے خواب دیکھتا ہے تو اس میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ بالکل مائیکروفون کی طرح۔ جیسے میں اس مائیکروفون میں بول رہا ہوں۔ ہر کوئی اس میں بول سکتا ہے۔ اس مائیکروفون کو ایک جھوٹا انسان بھی استعمال کر سکتا ہے اور اس میں سچا انسان بھی بول سکتا ہے۔ مشینری وہی رہتی ہے لیکن بولنے والا اس میں تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ اس مائیکروفون کو پاپ میوزک کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اسی مائیکروفون سے قرآن کریم کی تلاوت بھی کی جاتی ہے۔ انسانی ذہن بھی اسی طرز پر کام کرتا ہے۔

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ بعض اوقات طاقتور جادوگر انبیاء کی نظر پر بھی اثر کر جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ انہیں شر سے بچاتا اور اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔ اس لئے وہ محفوظ رہتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا: سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ (الاعراف: ۱۱۷)۔ تمام لوگوں کی نظروں پر انہوں نے جادوئی اثر دکھایا۔ حضرت موسیٰؑ کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے:

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى. فَاَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيْفَةً مُوسٰى. (طٰهٰ: ۶۷،۶۸)

"يُخَيَّلُ اِلَيْهِ" یعنی اِلٰى مُوْسٰى۔ خدا تعالیٰ کے اتنے مضبوط اور طاقتور نبی پر بھی طاقتور جادوگروں کا جادوئی اثر ہوا۔ یہ اثر بعض اوقات خدا تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا:

"لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى. وَاَلْقِ مَا فِي يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا"۔ (سورة طٰهٰ: ۶۹،۷۰)

جب بری طاقت نیک انسان پر اثر انداز ہونے لگتی ہے تو پھر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ کی طاقت اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ اور اس کی برائی اور نقصان سے نیک انسان کو محفوظ رکھتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ایسے شر سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا سکھلائی: "...... وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ". (الفلق: ۶)

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۶ (۵ر فروری تا ۱۱ر فروری ۱۹۹۹ء) میں جس "لقاء مع العرب" پروگرام کا خلاصہ شائع کیا گیا ہے وہ ۲۰ر اگست ۱۹۹۴ء کو منعقد ہوا تھا۔ غلطی سے اُس پر تاریخ ۲۷ر جولائی ۱۹۹۴ء لکھی گئی ہے۔ قارئین اس کی درستی نوٹ فرمالیں۔ ادارہ اس فروگذاشت پر معذرت خواہ ہے

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

خط و کتابت کرنے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلیفون نمبر بھی ضرور تحریر فرمایا کریں-

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے کارنامے

خلافت راشدہ کے بعد آنحضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق نیم تربیت یافتہ مسلمانوں میں جاہلی رجحانات عود کر آئے اور امت محمدیہ انتشار کا شکار ہونے لگی- ۶۱ھ میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا- حرم مقدس میں جنگ و جدل شروع ہو گیا اور حجاج کی حرم پر سنگ باری سے خانہ کعبہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا- حکام نے اپنے مخالفین کا قتل عام شروع کر دیا- مروان نے ایک بدعت یہ جاری کی کہ خطبہ، عید کی نماز سے پہلے شروع کروادیا- خطبات میں حضرت علیؓ کے خلاف زبانِ طعن دراز کی جانے لگی- ایسے سنگین حالات میں اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کے لئے اپنا وعدہ پورا کیا اور ۹۹ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے وجود میں مسلمانوں کو ایک مجدد عطا کیا-

حضرت عمر بن عبدالعزیز ۶۱ھ میں پیدا ہوئے- آپ بانی سلطنت بنوامیہ مروان کے پوتے تھے اور آپ کی والدہ حضرت عمر بن خطابؓ کی پوتی تھیں- حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میری اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کے چہرے پر داغ ہوگا اور وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا- یہ پیشگوئی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے وجود میں لفظاً لفظاً پوری ہوئی- جب آپ اپنے پیشرو سلیمان کی تدفین سے فارغ ہو کر آرہے تھے تو آپ نے شاہی سواریاں لوٹا دیں اور فرمایا میرے لئے میرا خچر ہی کافی ہے- خلیفہ بنتے ہی آپ نے پہلا اعلان یہ کیا کہ میں کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہوں بلکہ صرف احکام الٰہی کو نافذ کرنے والا ہوں- چنانچہ واقعۃً دو سال میں آپ نے بدعات کا خاتمہ کیا، امراء و عمال کا احتساب کیا اور بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کر دی- آپ صرف دو سال پانچ ماہ خلیفہ رہ کر ۱۰۱ھ میں چالیس سال کی عمر میں وفات پاگئے- قرائن موجود ہیں کہ آپکے خاندان والوں نے زہر دے کر آپ کی زندگی کا خاتمہ کیا-

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تجدیدی کارناموں کے بارے میں ایک مضمون مکرم نصیر احمد انجم صاحب کے قلم سے روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۳ و ۲۴ر جولائی ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے-

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کا سب سے بڑا کارنامہ تدوین حدیث کی طرف عملی توجہ ہے- چنانچہ پھر علماء کی اس طرف توجہ ہوئی اور بعد ازاں احادیث کے عظیم الشان مجموعے تیار ہوئے-

آپؒ نے دوسرا کام یہ کیا کہ سختی سے اسلامی حدود و شرائع کی پیروی کروائی اور بدعات سے پرہیز کی تلقین کی- آپؒ سے پہلے نماز باجماعت میں بہت بے قاعدگی آگئی تھی حتّٰی کہ حجاج نے نماز کی پابندی بالکل ترک کر دی تھی- آپؒ نے دوبارہ نماز کو کھڑا کیا اور ایک بار فرمایا جس نے نماز ضائع کی وہ دوسرے فرائض اسلام کا سب سے زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا- اسی طرح آپؒ کے دور میں زکوٰۃ کا نظام ایسا مؤثر ہوا کہ زکوٰۃ و صدقہ قبول کرنے والا کوئی نہ ملتا تھا- اسی طرح حجاج نو مسلموں سے بھی جزیہ وصول کیا کرتا تھا، آپ نے اسے بند کروادیا- پھر مروان کا وہ حکم منسوخ کر دیا کہ باغ فدک اُس کی ذاتی جاگیر میں شامل سمجھا جائے- آپؒ نے آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے طرز عمل کے مطابق اُس کی آمدنی بنوہاشم پر خرچ کرنا شروع کر دی-

اُس زمانہ میں شراب نوشی کا رواج عام ہو رہا تھا- آپؒ نے حکماً اس پر پابندی لگادی اور شراب نوشی کی دوکانوں کو بند کروا دیا- آپؒ نے شخصی خلافت کا جاری رواج ختم کر دیا اور منع کر دیا کہ نماز کے بعد خلفاء پر درود بھیجا جائے یا لوگ مخصوص طریق پر انہیں سلام کریں- خلیفہ کے ساتھ نقیب اور علمبردار کا چلنا بھی موقوف کر دیا- حتّٰی کہ فجر اور عشاء کی نمازوں کے وقت شمع بردار کا ساتھ جانا بھی بند کروادیا- بلکہ ذاتی کاموں کے وقت بیت المال کا چراغ گُل کروادیتے- آپؒ نے شاہی خاندان کو ملنے والا وظیفہ خاصہ بھی بند کروادیا-

آپؒ کے دور میں ایک بار پھر اسلامی خلافت جاری ہو گئی- آپؒ کے خطوط میں اخلاقی نصائح ہوتیں یا اسلامی قوانین اور تعزیرات کی وضاحت ہوتی- آپؒ نے نوحہ گری اور عورتوں کا جنائز کے ساتھ جانا بند کروادیا-

آپؒ سے پہلے بہت سے اموال کو شاہی خاندان نے ذاتی جاگیر قرار دے دیا تھا لیکن آپؒ نے اپنی ساری موروثی جاگیر بیت المال کے سپرد کر دی- یہ عمل سارے خاندان کی مخالفت مول لینے کے برابر تھا- چنانچہ جب کسی نے اولاد کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ اولاد کو خدا کے سپرد کرتا ہوں- آپؒ بیت المال کی ذرا سی خیانت بھی برداشت نہ کرتے- چنانچہ جب ایک مرتبہ یمن کے بیت المال سے ایک اشرفی گم ہو گئی- آپؒ نے وہاں کے حاکم کو لکھا کہ میں تمہاری امانت پر بدگمانی نہیں کرتا لیکن تمہیں لاپرواہی کا مجرم قرار دیتا ہوں- تم پر فرض ہے کہ اپنی صفائی پر شرعی قسم کھاؤ-

آپؒ سے پہلے قیدیوں سے بہت برا سلوک روا رکھا جاتا تھا- معمولی شبہ پر گرفتار کر کے قتل کر دیئے جاتے تھے- جو قیدی جیل میں مر جائے وہ بے گور و کفن رہتے اور دوسرے قیدی تعفن سے بچنے کے لئے خود پیسے جمع کر کے اسے دفناتے-

آپؒ نے حکم دیا کہ قیدی کو ایسی بیڑی نہ پہنائی جائے جس سے وہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے نیز بجز قاتل کے ہر ایک کی بیڑی رات کو کھول دی جائے- قیدی کو موسم کے مطابق لباس بھی دیا جائے اور عورت کو برقعہ بھی دیا جائے- آپؒ نے قیدیوں کا پابند سلاسل ہو کر بھیک مانگنا موقوف کر دیا اور فرمایا کہ جو لاوارث قیدی مر جائے تو اُس کی تجہیز و تکفین بیت المال سے کی جائے- اسی طرح تعزیر میں حد سے بڑھنے سے منع کیا اور فرمایا کہ بجز شرعی حق کے مسلمان کی پیٹھ ننگی نہ ہو- نیز آپؒ نے عورتوں کے حمام جانے پر پابندی لگادی اور حماموں کی دیواروں پر بنائی جانے والی تصاویر مٹوادیں-

آپؒ سے پہلے اموی خلفاء کے عہد میں عمال خطبے میں حضرت علیؓ پر لعن طعن کیا کرتے تھے- آپؒ نے اسے ختم کر کے یہ آیات پڑھنے کا حکم دیا 'ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ...... لعلکم تذکّرون'- چنانچہ آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے-

امیر معاویہ پارسیوں سے اُن کے تہوار کے روز ایک کروڑ ہدیہ وصول کرتے تھے- آپؒ نے اسے یکلخت موقوف کر دیا- بلکہ آپؒ نے علم کی ترویج کے لئے علماء اور طلباء کو وظائف جاری کئے اور علماء کو ہر طرف پھیلادیا- آپؒ نے اسلامی فوج کو نصیحت کی کہ جب تک اسلام کی دعوت نہ دی جائے تب تک حملہ نہ کیا جائے- آپؒ نے بہت سے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط بھی لکھے جن میں سے بعض نے اسلام بھی قبول کر لیا-

-......☆......☆......☆......-

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۳۰ر جولائی ۹۸ء میں حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنے اوصاف اور اخلاق کریمہ کی وجہ سے ایسے انسان تھے جو احسن التقویم کا زندہ نمونہ تھے- اسی وجہ سے آپؓ حضرت مصلح موعودؓ کے معتمد علیہ رفیق اور دست راست تھے- ابتلاؤں میں آپؓ کے اندر ایک عجیب شجاعت اور توکّل علی اللہ کی روح پیدا ہو جاتی تھی- آپؓ قرآن و حدیث کے متبحر عالم اور عربی، اردو، انگریزی میں تقریر و تحریر پر پوری قدرت رکھتے تھے- آپؓ کی تحریر کسی کی دلآزاری کا موجب نہ بن سکتی تھی بلکہ نرم، برمحل اور جچی تلی ہوتی تھی- آپؓ کی تصانیف گواہ ہیں کہ آپؓ ایک تاریخ دان، زبان کے استاد، تحقیقی مسائل میں دوررس نظر رکھنے والے تھے- بہت سے مواقع پر قانونی نکات بیان فرماتے میں نے انہیں سنا ہے-

دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنا آپؓ کا ایک خاص وصف تھا- ایک دفعہ میں نے آپؓ کو خط لکھا جس میں کسی کے متعلق میرے قلم سے بعض تیز الفاظ لکھے گئے جو آپؓ کو پسند نہ آئے- اب یہ بھی ضروری تھا کہ مجھے ٹوکا جائے اور یہ بھی کہ میرے جذبات کا لحاظ رکھا جائے- چنانچہ آپؓ نے مجھے لکھا ''میں تو سمجھتا تھا کہ آپ کی طبیعت میں جمال ہے- لیکن خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جلال بھی ہے''-

قادیان اور درویشانِ قادیان سے آپؓ کو بہت محبت تھی- قادیان کے ہر درویش کے حالات کو نگاہ میں رکھنا اور اُس کی اور اُس کے متعلقین کی مشکلات کو دور کرنا، حکومت سے ربط و ضبط رکھنا، جلسہ سالانہ پر وفود بھجوانا وغیرہ سینکڑوں کام آپؓ تن تنہا سرانجام دیا کرتے تھے-

آپؓ بڑے صبار و شکور تھے- ایک شخص نے آپؓ کو بہت تنگ کیا، خطوں میں دھمکیاں بھی دیں- خاکسار نے اینٹ کا جواب کم از کم اینٹ سے دینے کا مشورہ دیا لیکن آپؓ کے مدنظر یہی بات تھی کہ بعید کو بعید تر نہ کیا جائے-

حضرت میاں صاحبؓ اور حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ میں بہت محبت اور یکرنگی تھی- چودھری صاحبؓ کے متعلق جو کام ہوتا حضرت میاں صاحبؓ اُن کی طرف سے اس کا ذمہ لے لیتے گویا آپؓ اور چودھری صاحبؓ کوئی دو وجود نہیں ہیں-

مضمون نگار آخر پر بیان کرتے ہیں کہ ۶۲ء اور ۶۳ء میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی طرف سے جو خطوط آتے اُن میں اکثر یہ بات درج ہوتی کہ آپؓ کے انجام بخیر کے لئے دعا کی جائے- ایسا خط پڑھ کر میرا ماتھا ٹھنکتا اور دل دھڑکتا کیونکہ حکیم کی بات حکمت سے خالی اور بلاوجہ نہیں ہوتی-

-......☆......☆......☆......-

محترم ڈاکٹر محمد سعید صاحب

مکرم ڈاکٹر محمد سعید صاحب آف سرگودھا ۲۰ر مارچ ۹۸ء کو وفات پاگئے- آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا اگست ۹۸ء میں مکرم کرنل ولدار احمد صاحب رقمطراز ہیں کہ مرحوم کی پرورش نہایت پاکیزہ اور صحابہؓ کے ماحول میں ہوئی- طبیعت میں بہت زیادہ حیا اور شرمیلا پن تھا- اس لئے باوجود بہترین اتھلیٹ ہونے کے سامنے آنے سے گریز کرتے تھے- قادیان میں ایک بار لمبی چھلانگ کے مقابلے میں اوّل آئے اور حضرت مصلح موعودؓ سے انعام حاصل کیا- جب میٹرک کے بعد امرتسر میڈیکل سکول میں داخل ہوئے تو درجہ بدرجہ منتخب ہوتے ہوئے متحدہ ہندوستان کے بہترین اتھلیٹ قرار پائے اور اولمپک کے لئے منتخب ہوئے لیکن دوسری جنگ عظیم کی وجہ سے اولمپک کا انعقاد نہ ہو سکا-

محترم ڈاکٹر صاحب تعلیم سے فارغ ہوئے تو فوج میں میڈیکل افسر ہو گئے اور جنگ عظیم کے خاتمہ پر فوج سے فراغت کے بعد سول میں سروس شروع کی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر سرگودھا کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر سرگودھا میں ہی مقیم ہو گئے اور پھر خود کو غریب اور نادار لوگوں کے مفت علاج معالجے کے لئے وقف کر دیا- آپ بہت قانع اور درویش صفت وجود تھے-

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

12/02/99 - 18/02/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 12th February 1999

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35 Children's Corner: Quran Pronunciation
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 34
Rec: 05.04.95
02.10 Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 79 (R)
02.55 Urdu Class: Lesson No. 376 (R)
04.10 MTA Variety: Shajray Phull, Part 2
04.45 Homeopathy Class: Lesson No. 6
Rec: 01.08.94
06.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
06.45 Children's Corner: Quran Pronunciation
07.15 Pushto Programme: Roshni ka Safar
07.45 From The Archives: Majlis e Irfan, Pt 2
Rec: 19.02.84, Nasirabad, Sindh.
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 34 (R)
09.45 Urdu Class: Lesson No. 376 (R)
10.55 Computers for Everyone: Lesson No.97
11.30 Bengali Service: Quiz contest.
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55 Darood Shareef
13.00 Friday Sermon - LIVE
14.05 Documentary: Handycraft, Sillan Wali
14.25 Rencontre Avec Les Francophones(New):
Rec: 07.02.99
15.40 Friday Sermon (R)
16.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 34 (R)
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.40 Urdu Class(New):
Rec: 10.02.99
19.45 German Service
20.45 Children's Corner: Hikayat e Shereen
21.00 Children's Corner: Kudak No.8
21.20 Medical Matters: 'Gum Problems', Part 1
21.50 Friday Sermon (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones(N): (R)

Saturday 13th February 1999

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.35 Children's Corner: Kudak No.8 (R)
00.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 35
Rec: 25.04.95
02.00 Urdu Class(New): with Huzoor (R)
Rec: 10.02.99
04.20 Computers For Everyone: Part 97 (R)
05.00 Rencontre Avec Les Francophones(N): (R)
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.55 Children's Corner: Kudak No.8 (R)
07.15 Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor
Rec: 15.07.94
08.05 Medical Matters: Gum Problems, Pt 1 (R)
08.35 A Talk by M. A. Akseer Sb
Seerat Hadhrat Khalifatul Masih III (RA)
09.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 35 (R)
10.45 Urdu Class (R)
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No. 10
13.00 Indonesian Hour: Children's Corner,....
13.55 Short Documentary: 'Anuhui', from China
14.10 Bengali Service: Discussion on Nizamat e Wasiyyat, More.......
15.10 Children's Class(New): with Huzoor
Rec: 13.02.99
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 35 (R)
17.15 Al Tafseer ul Kabir: Programme No. 31
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class(New): Rec: 12.02.99
19.55 German Service:
21.00 Children's Corner: Quran Quiz, No. 37
21.15 Q/A Session: with Huzoor and Students
Rec: 24.01.99
22.15 Children's Class (New): (R)
23.20 Learning Danish: Lesson No. 10 (R)

Sunday 14th February 1999

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.55 Children's Corner: Quran Quiz No.37 (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 36
Rec: 26.04.95
02.15 A Talk by M. A. Akseer Sb (R)
Seerat Hadhrat Khalifatul Masih III (RA)
03.25 Urdu Class(New): (R)
04.30 Learning Danish: Lesson No.10 (R)
04.55 Children's Class: with Huzoor.(R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.10 Friday Sermon (R)
08.35 Q/A Session: with Huzoor and students
Rec: 24.01.99
09.35 Liqa Ma'al Arab: Session No. 36 (R)
10.40 Urdu Class(New): (R)
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.113
13.10 Indonesian Hour: Quiz, Hadith,.....
14.10 Bengali Service: The spirit of sacrificing wealth, 10 conditions of Ba'ait.
15.10 English Mulaqat: with Huzoor and guests
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 36 (R)
17.25 Albanian Programme: Hyro ne Islam
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi.
18.25 Urdu Class(New): Rec: 13.02.99
19.30 German Service
20.30 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
No.11. Lajna Rabwah Presentation
21.00 Dars ul Quran: Lesson No. 22
Rec: 25.01.98
22.20 Interview: of Sayyed Hussain Ahmed and Ahmad Mubarak with Ch. Mohammad Ali

Monday 15th February 1999

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
01.20 Q/A Session: From London, Part 1
Rec: 13.03.95
02.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.37
03.15 Urdu Class(New):Rec:13.02.99 (R)
04.20 Learning Chinese: Lesson No. 113 (R)
05.50 English Mulaqat: with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Darsul Malfoozat, News
06.55 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
07.25 Dars ul Quran: Lesson No. 22 (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 37 (R)
09.50 Urdu Class(New): with Huzoor (R)
11.00 MTA Sports: Basketball from Rabwah
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No. 3
13.10 Indonesian Hour: Hadith, Dars ul Quran,...
14.10 Bengali Service: Islamic Etiquette, respect to neighbours and more.
15.00 Homeopathy Class: Lesson No. 7
Rec:19.04.94
16.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 37 (R)
17.05 Turkish Programme: Imam Mahdi No.4
18.05 Tilawat, Darsul Malfoozat
18.35 Urdu Class: Lesson No. 378
19.40 German Service
20.40 Children's Corner: Workshop No. 9
21.15 Quiz: Rohani Khazaine
22.00 Homeopathy Class: Lesson No. 7 (R)
23.05 Learning Norwegian: Lesson No. 3
23.35 Documentary: The Classic Car Show, UK

Tuesday 16th February 1999

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Workshop No.9 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 38
02.20 MTA Sports: Basketball from Rabwah(R)
03.10 Urdu Class: with Huzoor (R)
04.25 Learning Norwegian: Lesson No.3 (R)
04.55 Homeopathy Class: Lesson No. 7
Rec: 19.04.94
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
07.00 Children's Corner: Workshop No.9 (R)
07.25 Pushto Programme: Friday Sermon
Rec: 15.08.97
08.45 Rohani Khazaine: Haqiqat ul Wahi (R)
09.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 38 (R)
10.25 Urdu Class: with Huzoor (R)
11.30 Medical Matters: Child Care, Pt 6 (R)
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning French: Lesson No.22
13.10 Indonesian Hour: Friday Sermon
Rec:19.09.97
14.15 Bengali Service: Training our progeny,...
15.15 Tarjumatul Quran Class(New):
Lesson No. 302, Rec: 16.02.99
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 38 (R)
17.25 Norwegian Programme: Contemporary Issues, Part 10.
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith.
18.35 Urdu Class: Lesson No. 379
19.45 German Service
20.45 Children's Corner: Quran pronunciation.
21.10 Children's Corner: Waqfeen e Nau, Part 2
22.20 Tarjumatul Quran Class(New): (R)
Lesson No. 302, Rec: 16.02.99
23.25 Learning French: Lesson No. 22 (R)

Wednesday 17th February 1999

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner: Quran Pronunciation
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 39
Rec: 02.05.95
02.05 Children's Corner: Waqfeen e Nau, Pt2 (R)
02.40 Urdu Class: Lesson No.379 (R)
03.45 Speech by Hafiz M Ahmad Sb
Topic: Dawat il'lil Allah
04.25 Learning French: Lesson No.22 (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class(New): (R)
Lesson No. 302, Rec: 16.02.99
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50 Children's Corner: Quran Pronunciation
07.15 Swahili Programme: Friday Sermon
Rec: 23.02.96
08.25 Dars ul Hadith: with Swahili Translation
08.50 Hamari Kaenat: No. 158 (R)
09.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.39 (R)
10.20 Urdu Class: No. 379 (R)
11.25 Durr e Sameen.
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning German: Lesson No. 7
13.10 Indonesian Hour: Dars ul Quran
14.10 Bengali Service: Friday Sermon
Rec: 24.07.98
15.20 Tarjumatul Quran Class(New):
Lesson No. 303 Rec: 17.02.99
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 39 (R)
17.20 Revue de Presse: Part 2
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class: Lesson No. 380
19.35 German Service
20.35 Children's Corner: Bait Bazi, semi-final
20.55 MTA Lifestyle: Al Maidah
21.10 MTA Lifestyle: Shumarah, No. 10
21.55 Tarjumatul Quran Class(New): (R)
Lesson No. 303, Rec: 17.02.99
23.0 Learning German: Lesson No.7 (R)

Thursday 18th February 1999

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Children's Corner: Bait Bazi, semi - final
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 40
Rec: 03.05.95
02.15 MTA Variety: Durr e Sameen (R)
02.50 Urdu Class: Lesson No.380 (R)
04.05 Learning German: Lesson No. 7(R)
04.40 Tarjumatul Quran(New): (R)
Lesson No. 303, Rec: 17.02.99
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45 Children's Corner: Bait Bazi, Semi Final
07.05 Sindhi Programme: Friday Sermon
Rec: 07.02.97
08.10 MTA Lifestyle: Al Maidah (R)
08.30 MTA Lifestyle: Shumarah, No. 10 (R)
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 40 (R)
10.15 Urdu Class: Lesson No. 380 (R)
11.20 Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 80
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic: Lesson No. 28
12.55 Indonesian Hour: Malfoozat, Sinar Islam,...
13.55 Bengali Service: Q/A with Huzoor -last part Rec: 09.02.94
14.30 Bengali Service: Fish cultivation, Nazm.
15.00 Homeopathy Class: Lesson No. 8
Rec: 26.04.94
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 40 (R)
17.25 Swedish Service: Q/A with Huzoor, Part 3
Rec: 03.12.96
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No. 381
19.35 German Service
20.35 Children's Corner: Quran Pronunciation
21.00 From The Archives: Majlis e Irfan
Rec: 20.02.84
22.10 Homeopathy Class: Lesson No. 8
23.35 Learning Arabic: Lesson No. 28 (R)

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, February 12, 1999 | No. 7

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

خواجہ حسن نظامی مرحوم اور تسخیر جنّات کا عمل

خواجہ حسن نظامی دہلوی کا بیان ہے کہ :

"آج سے بیس پچیس سال پہلے ایک بزرگ پیلی بھیت میں رہتے تھے جن کا اسم گرامی حضرت میاں محمد شیرؒ تھا اس زمانے میں چار بزرگ ہندوستان میں بہت مشہور تھے۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آباد میں اور حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب دیوہ میں اور حضرت غوث علی شاہ صاحبؒ پانی پت میں اور حضرت میاں محمد شیر صاحبؒ پیلی بھیت میں۔ مجھے اس زمانہ میں تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کا بہت شوق تھا اور میں دو برس سے مسلسل ان اعمال کی کوشش کر رہا تھا اور جو شخص جو طریقہ تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کا بتاتا تھا اس پر محنت کرتا تھا۔ سردی کے موسم میں دریا کے پانی کے اندر آدھی رات کو کھڑے ہو کر عمل پڑھنے سے گردوں میں تکلیف ہو گئی تھی۔ ترک حیوانات کے چلوں سے جسم مرجھا گیا تھا اور ایک طرح کا جنون اور خبط میرے اندر پیدا ہو گیا تھا۔ یکایک میں نے سنا کہ پیلی بھیت میں حضرت میاں محمد شیرؒ تسخیر جنات و تسخیر ہمزاد کے بہت بڑے عامل ہیں اس واسطے میں دہلی سے ریل میں سوار ہو کر پیلی بھیت گیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے دل میں صرف ہمزاد اور جنات کی تسخیر کا شوق تھا، خدا پرستی یا خدا جوئی کا کچھ بھی خیال نہ تھا۔ جب میں پیلی بھیت کے اسٹیشن پر اترا تو میرے پاس صرف چار پیسے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ بزرگوں کے پاس خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے اس لئے میں نے ایک آنے کے امرود خرید لئے اور شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا مٹی سے بنا ہوا ایک کچا چبوترا ہے اور اس پر کوئی فرش نہیں ہے۔ چبوترے کے اوپر ایک دروازہ ہے اور اس کا آدھا کواڑ کھلا ہوا ہے اور چوکھٹ کے پاس ایک چھوٹی سی منڈھیا بچی ہوئی ہے اور سانولے رنگ کے چھوٹے قد کے ایک بزرگ اس منڈھیا پر بیٹھے ہیں جن کی سفید لمبی ڈاڑھی ہے اور گاڑھے کا لباس ہے اور نیلے گھاڑھے سے ایک چھوٹی سی پگڑی سر پر بندھی ہوئی ہے۔ میں نے جا کر سلام کیا اور امرود ان کے قدموں میں رکھ دئے۔ اور جہاں اور بہت سے لوگ مٹی کے چبوترے پر بیٹھے تھے میں بھی وہیں بیٹھ گیا۔ شاہ صاحب نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہو میاں دہلی میں خیریت ہے؟ میں نے گستاخانہ انداز میں عرض کی، جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ میں دہلی کا ہوں اور دہلی سے آیا ہوں تو یہ بھی معلوم ہو گا کہ دہلی میں خیریت ہے یا نہیں۔ یہ سن کر شاہ صاحب مسکرائے اور فرمایا ہم تو درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے نام لینے والوں میں سے ہیں جہاں کے تم رہنے والے ہو اور جن کے تم کہوتے ہو، یہ امرود کیوں لائے ہو؟ میں نے کہا جن کا نام ابھی آپ نے لیا کہ آپ ان کا نام لینے والے ہیں، انہی کی نصیحت ہے کہ بزرگوں کے پاس خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے۔ شاہ صاحب پھر مسکرائے اور فرمایا کہ جب چار ہی پیسے پاس ہوں تو انسان انہیں کیوں خرچ کرے۔

تھوڑی دیر کے بعد نینی تال پہاڑ کے کچھ آدمی ایک عورت لائے اور اس کو چبوترے کے نیچے بٹھایا۔ اس عورت کی آنکھیں لال تھیں اور وہ بہک رہی تھی۔ ساتھ والوں نے کہا کہ اس عورت پر آسیب ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا تیل منگاؤ۔ تھوڑی دیر میں تیل آ گیا۔ شاہ صاحب نے اس تیل کو نہ اپنے ہاتھ میں لیا اور نہ اس کو دیکھا، نہ اس پر کچھ دم کیا۔ تیل کے آتے ہی فرمایا کہ ایک ایک قطرہ تیل کا عورت کے دونوں کانوں میں ڈال دو۔ فوراً تعمیل کی گئی، تیل ڈالتے ہی عورت اچھی ہو گئی، آنکھوں کی سرخی جاتی رہی اور اس کے حواس بھی درست ہو گئے۔ شاہ صاحب پھر مسکرائے اور مجھ سے فرمایا: لوگ کہیں گے کہ یہ عورت میری کرامت سے اچھی ہوئی حالانکہ اس میں میری کوئی کرامت نہیں ہے۔ میں نے تو تم نے دیکھا تیل پر کچھ پڑھا بھی نہیں اور اس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ دراصل عورت کے دماغ میں خشکی تھی، تیل ڈالنے سے وہ خشکی جاتی رہی اور عورت تندرست ہو گئی۔ میں نے کہا جاننے والے سب کچھ جانتے ہیں۔ آپ کے بہلانے اور ٹالنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ یہ سن کر شاہ صاحب نے پھر تبسم فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد کیا، میاں جب ہم تمہاری عمر میں تھے تو ہمزاد اور جنات تابع کرنے کا بہت شوق تھا۔ ہمیں ایک شخص نے تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کا عمل بتلایا اور ہم نے مسجد میں جا کر اس کو پڑھنا شروع کیا۔ ایک غیبی چیز نے ہم کو مسجد کے بوریئے لپیٹ کر کونے میں کھڑا کر دیا اور ہم بہت مشکل سے بوریئے سے باہر نکلے اور ہم نے بوریئے کو پھر بچھا دیا اور پھر عمل پڑھنا شروع کیا اور پھر ہم کو کسی نے بوریئے میں لپیٹ کر کھڑا کر دیا۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا، چوتھی دفعہ ایک آدمی ہمارے سامنے آیا اور اس نے کہا میں جن ہوں تو یہاں کیوں بیٹھا ہے اور کیا پڑھ رہا ہے؟ ہم نے کہا جنات اور ہمزاد کو تابع کرنے کا عمل پڑھ رہا ہوں۔ اس آدمی نے کہا: ارے دیوانے تو خدا کا مسخر ہو جا اور خدا کا تابعدار بن جا ساری مخلوق تیری مسخر اور تابعدار بن جائے گی اور ہم جنات بھی خدا کی مخلوق ہیں ہم تیرے تابعدار ہو جائیں گے۔ اس دن سے ہم نے تو میاں جنات اور ہمزاد کی تسخیر کے عملیات چھوڑ دئے اور خدا کے دروازے پر آن بیٹھے۔

شاہ صاحب کی یہ بات سن کر میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں اور ایک کانٹا نکل گیا جو دو برس سے میرے خیال میں چبھا ہوا تھا اور اس دن میں نے عہد کیا کہ اب خدا کی تابعداری کے سوا اور کسی چیز کی تسخیر کا عمل نہیں پڑھوں گا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے پھر میں نے اس شوق کی طرف توجہ نہیں کی"۔

(ماہنامہ "درویش" لاہور فروری ۱۹۹۸ء صفحہ ۸۳ تا ۸۶)

بقیہ: گوتم بدھ کا گیان از صفحہ ۴

سے وہ آزاد ہو گیا اس فریب سے جو جہالت کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔

اس آزادی اور نجات کی فضا میں یہ معرفت ابھری کہ دوبارہ جنم لینے (یعنی اس دنیا میں بار بار واپس لوٹنے) کا خاتمہ ہو گیا اور ارفع و اعلیٰ زندگی کے حصول کا مقصد پورا ہو گیا"۔

(حوالہ کے لئے دیکھیں ای۔ ایچ بریوسٹر کی مذکورہ انگریزی کتاب "دی لائف آف گوتما دی بدھا"۔ صفحہ ۳۸، ۳۹)

چھ سال کی جانگسل ریاضت کے دوران گوتم بدھ کو جو گیان حاصل ہوا اس میں بطور خاص یہ بات شامل تھی کہ آواگون یا مرنے کے بعد اسی جہان میں بار بار جنم لینے کے نظریہ کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کوئی انسان بھی موت وارد ہونے اور اس جہان سے گزر جانے کے بعد کسی شکل میں بھی دوبارہ اس جہان میں واپس نہیں آتا بلکہ وہ اپنے اچھے یا برے اعمال کے مطابق اگلے جہان میں جزاء و سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ برے اعمال والے دوزخ میں اور اچھے اعمال والے جنت میں جگہ پاتے ہیں۔ جنت میں جگہ پانے والے ارفع و اعلیٰ حیات ابدی حاصل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں۔ حصولِ گیان کے بعد گوتم بدھ نے اپنے پہلے وعظ کے مذکورہ بالا حصہ میں موت واقع ہونے کے ساتھ جسم کے تحلیل اور فنا ہونے کا بطور خاص ذکر کر کے بتا دیا کہ یہاں ان کی مراد حقیقی موت سے ہے۔ یہ قرینہ صاف بتا رہا ہے کہ حقیقی موت وارد ہو جانے کے بعد اس جہان میں کسی بھی شکل میں دوبارہ واپسی ہرگز ممکن نہیں ہے۔ اس سے آواگون یا بار بار پیدائش کا عقیدہ باطل ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو گوتم بدھ کو حاصل ہونے والے گیان میں تین باتوں کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔

اول یہ کہ عیش و عشرت میں پڑ کر غفلت میں زندگی بسر کرنا بھی گمراہی ہے اور اسی طرح سنیاس لے کر گرہستی کی ذمہ داریوں سے فرار اختیار کرنا اور تارک الدنیا بن کر رہبانیت اختیار کرنا بھی ضلالت کی راہ ہے۔ نجات ان دونوں انتہاؤں سے دامن بچا کر درمیانی راہ اختیار کرنے میں مضمر ہے یعنی یہ کہ انسان دنیا میں رہ کر اور گرہستی کی ذمہ داریاں احسن طریق سے ادا کر کے بھی دنیا کانہ بنے بلکہ ہوا و ہوس سے دامن کش رہ کر نیکی پرہیزگاری اور پاک بازی کی زندگی بسر کرے۔

دوسرے یہ کہ انسان اسی زندگی میں بدی کی راہ اختیار کر کے اور اس میں آگے سے آگے قدم بڑھا کر ارذل سے ارذل تر حالت کی طرف منتقل ہو رہا ہوتا ہے۔ یہ حالت بار بار روحانی موت وارد ہونے اور بار بار جنم لینے کے مترادف ہوتی ہے۔ انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ چوکس اور بیدار ہو کر نیک اعمال بجا لائے اور نیکیوں میں مسلسل آگے قدم بڑھانے کے ذریعہ روحانی موت پر فتح پا کر اپنے آپ کو حیات ابدی کا اہل بنائے۔

تیسرے یہ کہ انسان حقیقی موت وارد ہونے اور اس جہان سے گزر جانے کے بعد اس جہان میں بار بار جنم کے ذریعہ واپس آنے کے نظریہ کو ترک کر کے نیکی اور پارسائی کے ذریعہ اپنے آپ کو اس قابل بنائے کہ اگلے جہان کی جنت میں جگہ پا کر حیاتِ ابدی کا وارث ٹھہرے۔

یہ امر ایک بہت بڑے المیہ سے کم نہیں ہے کہ گوتم بدھ کے پیروان کی وفات کے بعد ہندو برہمنوں کی مسلسل سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے زیر اثر آکر ان کی تعلیم کے مذکورہ بالا ہر سہ پہلوؤں سے دور ہٹتے چلے گئے۔ درمیانی راستہ اختیار کرنے کی بجائے انہوں نے خواہشات کو مٹانے اور گرہستی سے منہ موڑ کر بے در اور بے گھر ہونے کی حالت میں تجرد کی زندگی بسر کرنے کو نجات کا ذریعہ قرار دے ڈالا۔ اور اسی طرح انہوں نے آواگون کے ہندو عقیدہ سے متاثر ہو کر ذرا بدلی ہوئی شکل میں بار بار پیدائش کے نظریہ کو اپنا لیا۔ اس طرح وہ ایک عرصہ نجات کی راہ پر گامزن رہنے کے بعد پھر گمراہی کی طرف واپس لوٹ گئے۔

(نوٹ: یہ سب حوالہ جات E.H.Brewster کی کتاب The life of Gotama the Buddha سے ماخوذ ہیں، اسے اشاعتی ادارہ .Routledge & Kegan Paul Ltd London نے ۱۹۵۶ء میں شائع کیا تھا)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔